التحفة السیفیة

فی مدح الأمیر معاویۃ رضی اللہ عنہ

بحسبِ ارشاد

محقق العصر، فنافی الشیخ، عاشق الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قائم اللیل، صائم النہار، شیخ الاسلام
استاذ العلماء، سیدی ومرشدی ووالدی المکرم والمشفق الاعظم، شیخ القرآن والحدیث

مولانا **محمد حمید جان** مبارک دامت برکاتہم العالیہ

تالیف

صاحبزادہ **مفتی بشیر احمد سیفی**

ناشر

آستانہ عالیہ حمیدیہ سیفیہ

المعروف مرشد آباد شریف، ملتان

نام کتاب:	التحفة السیفیة فی مدح الأمیر معاویة رضی اللہ عنہ
بحسبِ ارشاد:	محقق العصر، فنافی الشیخ، عاشق الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قائم اللیل، صائم النہار، شیخ الاسلام، استاذ العلماء سیدی ومرشدی ووالدی المکرم والمشفق الاعظم شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد حمید جان مبارک مدظلہ العالی
تالیف:	صاحبزادہ مفتی بشیر احمد سیفی
نظر ثانی:	شیخ القرآن والحدیث سید ایاز علی شاہ
پروف ریڈنگ:	پیر طریقت رہبر شریعت پروفیسر حافظ عرفان اللہ سیفی
کمپوزنگ:	اظہر اقبال چشتی 0313:4646415
ناشر:	آستانہ عالیہ حمیدیہ سیفیہ المعروف مرشد آباد شریف، ملتان
سن اشاعت:	2020ء

محترم قارئین! اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں انسانی بساط کے مطابق حتی الوسع پوری کوشش کی گئی ہے، تاہم پھر بھی اگر کہیں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے، شکریہ

ملنے کے پتے

مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ، فقیر آباد شریف، لاہور 03314697739

آستانہ عالیہ حمیدیہ سیفیہ المعروف مرشد آباد شریف، ملتان 0345:6368129

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ (راوی ریان) شریف 0342656350

آستانہ عالیہ محمد سیفیہ ترنول، اسلام آباد 03335201786

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ 19 کسی، ملتان 03216303521

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ، ریحان شریف 03054142313

آستانہ عالیہ مجددیہ سیفیہ نوگراں شریف، جہلم 03215695131

جامعہ جیلانیہ رضویہ، لاہور کینٹ 03004264924

آستانہ عالیہ علویہ، سیفیہ، کہنہ پل، اسلام آباد 03335136254

آستانہ عالیہ سیفیہ نور پورہ، سیالکوٹ 03212406331

جامعہ مجددیہ سفیہ، بہادر کلے، پشاور 03074351748

جامعہ مجددیہ سیفیہ، رشید آباد، کراچی 03459358768

جامع مسجد سیدہ آمنہ ؓ، چونگی گجر پورہ، نزد بجلی گھر، ضرار شہید روڈ، لاہور کینٹ 03004651397

نعیمیہ بک سٹال، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

نظامیہ کتاب گھر، لاہور

انتساب

میں ناچیز اس کاوش کو ان دو ہستیوں کے نام منسوب کرتا ہوں جن کے فیضان سے میں اس قابل ہوا، میری مراد منبع البرکات، مستجاب الدعوات، اکمل الکاملین وقطب المحققین، شمس العارفین، سراج السالکین

اپنے دادا جان حضرت اخندزادہ

پیر سیف الرحمن نور اللہ مرقدہٗ

اور

محقق العصر، فنا فی الشیخ، عاشق الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، قائم اللیل، صائم النہار، شیخ الاسلام، حاجی الحرمین الشریفین، استاذ العلماء، سیدی ومرشدی و والدی المکرم المشفق الاعظم شیخ القرآن والحدیث

حضرت مولانا **محمد حمید جان** صاحب مبارک

دامت برکاتہم عالیہ

اللھم انزل علینا من فیوضاتھما و برکاتھما ولا تحرمنا من انوارھما و اسرارھما (آمین)

صاحبزادہ مفتی بشیر احمد سیفی

فہرست

تقریظ

مقدمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أصحابی کالنجوم بأی اقتدیتم فاھتدیتم

''میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔''

اس میں کوئی اختلاف اور دو رائے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد درجہ بدرجہ افضل ترین انسان ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

''سب سے بہترین میرا زمانہ ہے، اس کے بعد جو اس سے ملا ہوا ہے اور اس کے بعد جو اس سے ملا ہوا ہے۔''

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ سب سے بہترین ہے تو ماننا پڑے گا جن لوگوں نے ایمان کی حالت میں وہ زمانہ پایا یعنی صحابہ کرام وہ بھی کائنات کے بہترین لوگ ہیں، جس شخص نے ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت کر لی اور پھر اسی ایمان پر تا حیات قائم و دائم رہ کر مرتبہ صحابیت پر فائز ہو گیا تو اب قیامت تک آنے والے تمام اولیائے کرام اور عامۃ المسلمین سب کی فضیلت کو جمع کیا جائے

تو پھر بھی اس شخص کی فضیلت کو نہیں پا سکتے جن کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے کم وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں گزارنے کا موقع میسر آیا۔

مختصر یہ کہ صحابہ کرام انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین لوگ ہیں، ان کی شان اقدس میں گستاخی تو دور کی بات ہے، شان اقدس میں کمی بھی ایمان کی تباہی و بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔

روافض تو ابتدا سے ہی اہل بیت کی محبت کی آڑ لے کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بالعموم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بالخصوص طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے رہتے ہیں مگر ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ اب اہل سنت میں چھپے روافض بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کرنے لگ گئے ہیں۔

فقیر آباد شریف میں دو سے تین بار ایسے مسائل درپیش ہوئے کہ کچھ لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف نازیبا گفتگو کی اور آپ کی شان میں تنقیص کی تو والد مکرم مشفق اعظم شیخ القرآن والحدیث اخندزادہ حضرت حمید جان صاحب مبارک دامت برکاتہم عالیہ نے ایک گھنٹہ وعظ فرمایا اور اُن کا مدلل رد فرمایا، اور ساتھ ہی مجھ ناچیز کو حکم دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک کتاب لکھو جو مدلل اور آسان فہم ہو، لہٰذا آپ کے حکم کی بجا آوری کی خاطر زیر نظر کتاب آپ کے سامنے ہے۔

اس کتاب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل قرآن و حدیث، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور علمائے اہل سنت کے اقوال کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں

یہ کتاب علماء وطلبہ اور عوام الناس کے لئے یکساں مفید ہے، اس کتاب کو آسان فہم انداز میں تحریر کیا گیا ہے تا کہ پڑھنے والے کو مسائل کی آسانی سے سمجھ آ سکے، نیز کتابوں میں درج تمام روایات و واقعات کے حوالہ جات تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں تا کہ اصل مآخذ سے استفادہ کرنے والوں کے لئے آسانی ہو۔

آخر میں یہ وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو سلف صالحین کا عقیدہ ہے، ہم اہل بیت اطہار اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت کو ایمان کی اساس سمجھتے ہیں، ہماری محبتیں اور عقیدتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت اطہار کے لئے ہیں مگر اس سب کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کی بھی شان اقدس کے خلاف کوئی بات ہم بھی گوارا نہیں کرتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کو کشتی نوح سے تعبیر کیا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آسمان کے ستاروں سے تشبیہ دی ہے اور منزل تک پہنچنے کے لئے یہ دونوں لازم وملزوم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس کتاب کی تیاری میں جن جن احباب نے تعاون کیا اللہ تعالیٰ سب کو اجر جزیل عطا فرمائے، اور بروز قیامت اسے ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

مفتی بشیر احمد سیفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علیٰ اٰلہٖ و اصحابہ و اولیاء ملتہ و علماء اھل سنتہ اجمعین اما بعد!

حمد و صلوٰۃ کے بعد، فی زمانا بعض لوگوں کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کی شان میں تنقیص کی جاتی ہے اور ان کی شان کے خلاف مواد نشر کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان حضرات کے بارے میں بدگمانی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

اس کتاب میں ہم نے کتبِ احادیث و تاریخ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شان و عظمت کی احادیث جمع کی ہیں۔ اس کتاب کی تدوین میں جن کتب سے مواد اخذ کیا گیا ہے ان کے حوالہ جات ہم نے ذکر کر دیئے ہیں تاکہ محققین اگر تلاش کرنا چاہیں تو مشکل پیش نہ آئے۔

☆ ہمیں نہ تو عالم ہونے کا دعویٰ ہے اور نہ ہی ہم کوئی اعلیٰ پائے کے قلمکار ہیں صرف مدح صحابہ کے جذبہ کے تحت یہ کاوش کی ہے۔

☆ ہم اس کتاب کے غلطیوں سے پاک ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں کرتے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اصلاح فرما دیں، اور فوری طور پر مؤلف کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

عظمت صحابہ قرآن پاک کی روشنی میں

فتح مکہ کے بعد شوال ۸ ھ میں ''غزوہ حنین'' پیش آیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ صحابہ کرام، مہاجرین وانصار اور جدید الاسلام مسلمانوں کی عظیم جماعت تھی۔

قبیلہ ہوازن وثقیف کے ساتھ اہل اسلام کا مقابلہ ہوا اور شدید جنگ برپا ہوئی۔ ایک مرتبہ مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے لیکن اس کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی اور ان کے قلوب پر سکینہ نازل فرما کر احسان فرمایا اور ساتھ ہی نزول ملائکہ کی صورت میں غیبی امداد بھی فرمائی جس کو عام لوگ نہیں دیکھ رہے تھے۔ یہ خصوصی رحمت تھی اور یہ مدد اور فتح مندی مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوئی اور کفار کو بھاری شکست ہوئی اور مسلمانوں کو بے شمار غنائم حاصل ہوئے۔

اس موقع پر اموالِ غنیمت کو سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن مجاہدوں میں تقسیم فرمایا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کے والد ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما بھی تھے، ان کو بھی مالِ غنیمت میں سے بہت سا حصہ عطا کیا گیا۔

(الاستیعاب، ص ۱۸۳، ج ۲، اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۲۔۱۳)

اس موقع پر دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی اس فضیلت میں شریک ہیں۔ ''غزوہ حنین'' میں شامل ہونے والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان فضائل سے مشرف ہوئے۔ سورہ

توبہ میں اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی اس طرح سے ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِيْنَ ۞ ثُمَّ أَنَزلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَنزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِيْنَ ۞ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورہ توبہ: ۲۵ تا ۲۷)

سورۂ توبہ کے چوتھے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے غزوۂ حنین میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام کے متعدد فضائل بیان فرمائے ہیں:

۱۔ فرشتوں کے ذریعے ان کی نصرت اور مدد کا ذکر فرمایا ہے۔

۲۔ غزوہ حنین میں شامل صحابہ کرام کے قلوب پر نزولِ سکینہ کا ذکر فرمایا ہے۔

۳۔ غزوہ حنین میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام کی مدد کے لئے غیبی لشکر کے نزول کا ذکر فرمایا ہے۔

۴۔ غزوۂ حنین کے موقع پر بعض لوگوں سے کوتاہی سرزد ہوئی، ان کے رجوع اور قبولیتِ توبہ کا ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ان تمام عنایات کو حاصل کرنے میں دیگر اصحابِ رسول کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ای المتقدمون المتناھون السابقون والمتاخرون اللاحقون وعدھم اللہ جمیعا الجنۃ مع تفاوت الدرجات (تفسیر قرطبی، ج ۱۷، ص ۲۴۱)

''یعنی وہ لوگ جو متقدمین اور بہت سبقت کرنے والے ہیں اور دوسرے وہ لوگ جو متاخرین اوران سے لاحق ہونے والے ہیں ان دونوں فریقوں کے تمام افراد سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، باوجودیکہ یہ لوگ باہم درجات میں متفاوت ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے دلوں سے کینہ نکال دیا:

اللہ تعالیٰ نے خود صحابہ کرام کے قلوب سے کینہ نکال دیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

''اور نکال دیں گے ہم نے ان (صحابہ کرام) کے سینوں سے کینہ۔''

(پارہ ۸، سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۴۳)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

''اور نکال دیا ہم نے ان (صحابہ کرام) کے سینوں سے کینہ، وہ بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے ہیں آمنے سامنے۔''

(پ ۱۴، سورۃ الحجرات، آیت نمبر ۴۷)، (مراجعہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۵۳۲)

ان دونوں آیات بینات سے واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کینہ

سے پاک اور جنتی ہیں، اور وہ جنت میں ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر متمکن ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے پاکیزہ اور مقدس سینوں سے کینہ نکال دیا ہے۔

عظمت صحابہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

صحابہ کرام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرنا!

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ، جو عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں شامل ہیں، نے فرمایا:

لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِّنْهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَغْبَرُّ فِيْهِ وَجْهُهٗ خَيْرٌ مِنْ عَمَلٍ اَحَدِكُمْ عُمُرَهٗ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوْحٍ

(سنن ابی داؤد: ۴/ ۳۴۴، مسند امام احمد: ۱۸۷، زوائد فضائل الصحابۃ: ۱/ ۱۴۹)

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک صحابی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرنا، جس میں اس کا چہرہ خاک آلود ہوا ہو، تمہارے زندگی بھر کے اعمال سے افضل ہے چاہے تمہیں عمر نوح علیہ السلام بھی دے دی جائے۔

صحابہ کرام اور غیر صحابہ امت مصطفوی کے اجروثواب کے متعلق ایک حدیث شریف اس طرح ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نِصَفَهٗ

(بخاری و مسلم)

''یعنی صحابہ کرام میں سے کوئی بھی اگر ایک مٹھی (لپ بھر) جو اللہ کی راہ میں صدقہ کرے اور غیر صحابہ میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو

اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیر صحابی کے پہاڑ برابر سونے سے صحابی کے لپ بھر جو زیادہ افضل واعلیٰ اور محبوب و پیارے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فلمقام اَحَدِهِمْ سَاعة خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِ اَحَدِكُمْ عُمرہٗ

(ابن ماجہ: ص ۱۵)

''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی کو برا بھلا نہ کہو، ان کی بارگاہ مصطفی میں ایک گھڑی کی حاضری تمہاری تمام عمر کے اعمال سے خدا کے حضور افضل واعلیٰ ہے۔

ایک روایت میں اس طرح منقول ہے:

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَأْخُذَهٗ

(ترمذی، ج ۲، ص ۲۲۶، مشکوۃ ص ۵۴۶، کتاب الشفاء ص ۲۶۶، الاصابہ، ج ۱، ص ۱۰)

''لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، ان کو میرے بعد ان کو اعتراضات کا نشانہ نہ بنانا، پس جس نے میرے صحابہ سے محبت رکھی تو درحقیقت اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت رکھی، اور جس نے میرے صحابہ سے عداوت رکھی تو اس نے دراصل مجھ سے عداوت رکھ کر ہی ان سے عداوت

رکھی، سن لو! جس نے میرے صحابہ کو تکلیف پہنچائی، درحقیقت اس نے مجھ کو ہی تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ جلد اسے گرفت میں لے گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم

(مشکوۃ شریف، ص ۵۵۳، باب مناقب الصحابہ، فصل ثانی)

''میرے صحابہ کی عزت کیا کرو کیونکہ وہ تم سب سے بہترین لوگ ہیں پھر وہ جو ان سے ملتے ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ جو ان (تابعین) سے ملتے ہیں (یعنی تبع تابعین)۔'' (بکھروی ۵۸)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم

(مشکوۃ شریف، باب مناقب الصحابہ، فصل ثانی)

''میری امت کا بہترین دور میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو اُن سے ملا ہوا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

...ما من احد من اصحابی یموت بارض الا بعث قائدا ونورا لہم یوم القیامۃ

(ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، باب مناقب الصحابہ، فصل الثانی)

''میرے صحابہ میں سے جو صحابی جس علاقے میں فوت ہوا وہ قیامت کے دن اس زمین والوں کا قائد اور نورِ ہدایت بنا کر لایا جائے گا۔''

بہترین دل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰہَ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاہُ لِنَفْسِہٖ فَابْعَثَہٗ بِرِسَالَتِہٖ ثُمَّ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ فَوَجَدَ قُلُوْبَ اَصْحَابِہٖ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَھُمْ وُزَرَاءَ نَبِیِّہٖ ...الخ

''اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں سے بہترین دل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پایا تو اسے اللہ نے اپنے لیے منتخب کرلیا اور اپنے رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل کو منتخب کرنے کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو ان کے صحابہ کا دل تمام بندوں کے دلوں سے بہترین پایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کا وزیر بنا دیا۔ (مسند احمد: ۳۶۰۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ

''اے لوگو! جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہہ رہے ہوں تو تم (ان سے) کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(ترمذی، ج ۲، ص ۲۲۶، مشکوۃ، ص ۵۴۶)

جس نے کسی صحابی کو برا بھلا کہا:

ایک حدیث مبارک میں ہے:

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ

''جس نے میرے کسی صحابی کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔''

ایک مرتبہ گستاخانِ صحابہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان الفاظ میں ناراضگی اور غضب کا اظہار فرمایا:

لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَمَنْ سَبَّھُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدَلًا [اَیْ فَرْضًا وَلَا نَفَلًا (تطہیر الجنان ص۳)]...فَاِنَّہٗ یُجِیْءُ قَوْمٌ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ یَسُبُّوْنَھُمْ فَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْہِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ وَلَا تَنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَاِنْ مَرَضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ

(کتاب الشفاء ص۲۶۶)

''لوگو! میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہنا، جس کسی نے بھی میرے صحابہ کو برا بھلا کہا اس پر اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ کسی بھی صحابی کے کسی بھی گستاخ کی نہ کوئی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ کوئی نفل......لوگو! آخری زمانہ میں ایک فرقہ آئے گا جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گا، تم ان کا جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا اور نہ ان سے نکاح کرنا اور نہ ان کے ساتھ بیٹھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی بھی نہ کرنا۔''

صحابہ کرام کے فضائل میں کثیر تعداد میں احادیث، کتبِ احادیث میں موجود

ہیں، یہاں پر صرف چند احادیث ذکر کی گئی ہیں، ان احادیث میں جہاں دیگر صحابہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں وہیں ان کے عموم میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

جس نے کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہا بے شک اس نے کفر کیا:

ایک روایت میں اس طرح بیان ہوا ہے:

مَنْ سَبَّنِیْ فَاقْتُلُوْہُ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَقَدْ کَفَرَ وَفِیْ خَبَرٍ اٰخِرٍ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَاجْلِدُوْہُ

(جامع الاخبار ۱۸۳)

''جس نے مجھے برا بھلا کہا اسے قتل کر دو اور جس نے میرے کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہا بے شک اس نے کفر کیا۔''

ایک حدیث قدسی میں اس طرح مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

(بخاری، ج ا، ص ۹۶۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت رکھے گا میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔''

توجہ فرمائیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے عداوت رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ جنگ کا اعلان فرما رہا ہے جبکہ بعد از انبیاء پوری کائنات کے غیر صحابہ لوگوں کے مقامات و مراتب کو جمع کر لیا جائے، ان کی ساری زندگی کی عبادات کو جمع کیا جائے تو وہ صحابی کی ساری زندگی کے کسی ایک لمحہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی، جبکہ وہ ایمان کی حالت

میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر خدمت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ زیبا کے انوار وتجلیات کے مزے لوٹ رہا تھا اصحاب رسول تو اللہ کی بارگاہ کے وہ افضل واعلیٰ اور بلند وبالا ولی ہیں، جن کے گھوڑوں کی بلکہ ان کے قدموں سے اڑنے والی مٹی کی بھی اللہ تعالیٰ قسم اٹھاتا ہے۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نہ صرف خود ولی ہیں بلکہ ان سے محبت رکھنے والا بھی ولی بن جاتا ہے، یہ وہ پاکباز ہستیاں ہیں جن کی اتباع واطاعت کی توفیق حاصل کرنے کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا کرنے کا حکم خود خداوندلم یزل فرمارہا ہے (۶/۱) جن کے ایمان کی حقانیت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے (۱۳/۲) جن کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے کسوٹی قرار دیا (۱۳۷/۲)

ان کا ولایت میں کتنا اعلیٰ وارفع درجہ ہے، جب ایک عام ولی اللہ سے عداوت رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ اتنا ناراض ہے کہ اس کو جنگ کے لئے حکم فرمارہا ہے تو جو شخص فصل اسلام کے ان پہلے پھلوں اور پھولوں جن سے دنیا میں اسلام پر بہار آئی اور اس بہارِ اسلام اور اس فصل اسلامی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم بلکہ تورات وانجیل میں بھی نہایت فخر سے فرمادیا ہے۔ (۲۹/۴۸)

صحابہ کی شان

صحابہ کرام کی عزت وعظمت اور اللہ اور اللہ کے رسول کی بارگاہ میں ان کی قدرومنزلت پر دلالت کرتی ہیں، بیشک آپ صحابہ کرام سے محبت فرماتے تھے اور بہت سی احادیث مقدسہ میں ان کی تعریف کی گئی ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا رجال سندہ رجال صحیح

(تطہیر الجنان ص۲۰، مستدرک ج۳)

”جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو (ان کی بدگوئی سے) اپنے آپ کو روکو۔ اس کی سند کے رجال وہی ہیں جو حدیث صحیح کے رجال ہوتے ہیں۔“

ایک اور روایت کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں:

اِحْفَظُوْا فِیْ اَصْحَابِیْ وَاَصْهَارِیْ فَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْهِمْ حَفِظَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ..الخ

(ابن عساکر ۲۵، ۱۴)

”میرے صحابہ اور میرے سسرال کے بارے میں میرا لحاظ رکھا کرو، پس جس نے ان کے بارے میں میرا لحاظ رکھا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حفاظت فرمائے گا۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا

”جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو رکھو۔“

وایاکم وما شجر بین اصحابی فلو انفق احدکم مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصفه

”میرے صحابہ کے آپس کے اختلافات کے متعلق سکوت اختیار کرو! تم میں سے اگر کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے پھر بھی ان جتنا ثواب نہیں پا سکتا بلکہ اس کا

آدھا ثواب بھی نہیں پا سکتا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

طوبیٰ لمن رانی ومن رای من رانی

''اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اور حدیث پاک روایت کرتے ہیں:

ان اللہ عزوجل اختارنی واختار لی اصحابی فجعلھم انصاری وجعلھم اصھاری وانہ سیجیٔ اٰخر الزمان قوم ینقصونھم الا فلا تواکلوھم الا فلا تشاربوھم الا فلا تناکحوھم الا فلا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم علیھم حلت اللعنة۔

(تطہیر الجنان ص ٣٦، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ کو، لہٰذا انہیں میرا مددگار اور رشتہ دار بنایا، عنقریب آخری زمانہ میں ایک فرقہ آئے گا جو اِن کی تنقیص کرے گا۔ خبردار! ان کے ساتھ نہ کچھ کھانا اور نہ ہی کچھ پینا، خبردار! ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا، خبردار! ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور نہ ہی ان کا جنازہ پڑھنا، ان پر لعنت مسلط کی گئی ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یدخل النار احد من بایع تحت الشجرة

''جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جائے گا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اطلع اللہ علی اھل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

''اللہ تعالیٰ اہل بدر پر متوجہ ہوا اور فرمایا: اب جو چاہو کرو، میں نے تمہیں معاف کردیا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

یقول سَأَلْتُ رَبِّیْ عَنْ اِخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَأَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۴۶)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے اس کائنات سے پردہ فرما جانے کے بعد صحابہ کرام کے اختلاف کے متعلق عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمانوں کے ستاروں کی طرح ہیں، بعض بعض سے زیادہ شان والے ہیں، البتہ محبوب تیرے تمام صحابہ تیری

امت کے لئے ستارے ہیں لہٰذا جو شخص بھی اس چیز پر عمل کرے گا جس پر کوئی بھی صحابی اختلاف میں عمل پیرا رہا تو وہ میرے نزدیک ہدایت والا ہوگا۔ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی بیان فرمانے کے بعد جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التحیۃ والتسلیم نے فرمایا: لوگو! میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس اُن میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔"

شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

پس ہدایت برقدر علم فقہی است کہ نزد اوست باوجود تفاوت مراتب آں واز یں معنی ہیچ صحابی خالی نیست۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۲، ص ۶۲۶، مطبوعہ پشاور)

یعنی ویسے تو نورِ ہدایت سے حضور کا کوئی ایک صحابی خالی نہیں ہے لیکن یہ نور سب کا یکساں نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے علم وفقہ کی مناسبت اوران کے درجات ومراتب کے حساب سے کسی کا کم اور کسی کا زیادہ ہوگا۔

عظمت صحابہ محدثین وعلماء کرام کی نظر میں

علمائے کرام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

واما معاویۃ فھو من العدول الفضلاء والصحابۃ الاخیار

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ملاعلی قاری، باب مناقب الصحابہ)

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زیادہ عدل کرنے والے اور صاحب فضیلت صحابہ میں سے ہیں اور اخیار میں ان کا شمار ہوتا ہے۔"

علامہ ملاعلی قاری نے شرح شفا میں فرمایا ہے:

مَنْ شَتَمَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَبَابَکْرٍ اَوْ عُمَرَ اَوْ عُثْمَانَ اَوْ عَلِیًّا اَوْ مُعَاوِیَۃَ اَوْ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ فَاِنْ قَالَ کَانُوْا عَلٰی ضَلَالٍ وَّ کُفْرٍ قُتِلَ وَلَمْ یُؤَوَّلَہٗ .. فَاِنَّ فِیْہِ تَکْذِیْبًا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَبِجَمِیْعِ الْاُمَّۃِ وَھٰذَا مَذْھَبُ مَالِکٍ وَّاِنْ شَتَمَھُمْ بِمَا ھُوَ مِنْ جِنْسِ مُشَاتَمَۃِ النَّاسِ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ .. عُوْقِبَ نَکَالًا شَدِیْدًا

(نبراس، شرح، شرح عقائد ص ۵۵۰، کتاب الشفا، نسیم الریاض ج ۴، ص ۵۶۵)

''امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی چاہے ابوبکر صدیق ہوں یا عمر فاروق، عثمان ذوالنورین ہوں یا علی المرتضیٰ، عمرو بن عاص ہوں یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین، کو گمراہ اور کافر کہا تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی کوئی تاویل قبول نہ کی جائے کیونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام امت کی تکذیب ہے، اور یہی حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ لیکن اگر (گمراہ اور کافر تو نہیں کہتا) بلکہ جس طرح لوگ ایک دوسرے سے بدزبانی کرتے ہیں اس طرح ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے بدزبانی اور بدکلامی کرتا ہے (انہیں برا بھلا کہتا ہے) تو اسے سخت ترین سزا دی جائے۔''

مرتبۂ صحابیت کا لحاظ:

صحابہ کرام کی شان اور عظمت کے لئے یہ چیز ہی کافی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے ہیں۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں ایک لمحہ بھر کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی زیارت کی، بعد کا کوئی بھی شخص اس کے مرتبہ کو نہیں

پہنچ سکتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مقامِ صحابیت کا بہت لحاظ فرمایا کرتے تھے، چنانچہ اُن کے عہدِ خلافت میں اس طرح کا ایک واقعہ پیش آیا، جسے علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہما نے ذکر کیا ہے:

...ذلك البدوی اتی به عمر بن الخطاب رضی الله عنه وقد هجا الانصار فقال لهم عمر لولا ان له صحبة من رسول الله ﷺ ما ادری ما نال فيها الكفيتكموه ولكن له صحبة من رسول الله ﷺ۔ لفظ علی بن الجعد ورجال الحديث ثقات وقد توقف عمر رضی الله عنه عن معاتبته فضلا عن معاقبته لكونه علم انه لقی النبی ﷺ وفی ذالك ابين شاهد علی انهم كانوا يعتقدون ان شان الصحبة لايعدله شیء

(الاصابہ، ج ۱، ص ۲۱، تحت خطبۃ الکتاب، فصل ثانی،
الصواعق المحرقہ، تحت الخاتمہ فی بیان اعتقاد اہل السنۃ، ص ۲۱۲
تاریخ ابن عساکر، مخطوطہ عکسی، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان، ج ۱۶، ص ۷۴۵)

ایک مرتبہ عہدِ فاروقی میں ایک بدوی نے ایک انصاری کی مذمت میں کچھ الفاظ کہے، اس بدوی کو سزا دلوانے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب معاملہ کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ بدوی شخص صحابی بھی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے ہجو کی ہے یا نہیں یہ بات تو متحقق نہیں ہوسکی البتہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہے اس لئے اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ چنانچہ آپ

رضی اللہ عنہ نے سزا دینا تو کجا اس سے عتاب بھی نہیں فرمایا بلکہ عزت کے ساتھ اس کو واپس بھجوا دیا۔

علمائے کرام اس واقعہ سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ صحابہ کا دورِ اول میں یہ اعتقاد ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوبات میں شرف صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا بار بار ذکر کیا ہے، چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں:

فانہم فی فضیلۃ صحبۃ خیر البشر مشترکون و فضیلۃ الصحبۃ فوق جمیع الفضائل والکمالات ولھٰذا لم یبلغ اویس القرنی الذی ھو خیر التابعین مرتبۃ ادنی من صحبتہ علیہ الصلوۃ والسلام فلا تعدل بفضیلۃ الصحابۃ شیئا کائنا من کان فان ایمانہم ببرکۃ الصحابۃ و نزول الوحی یصیر شھودیا ولم یتفق لاحد بعد الصحابۃ ھذا الرتبۃ من الایمان والاعمال متفرعۃ علی الایمان کمالھا علی حسب کمال الایمان

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۵۹)

''تمام اصحابِ رسول رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی فضیلت میں مشترک ہیں اور صحبت کی فضیلت تمام فضائل وکمالات پر فوقیت رکھتی ہے، اسی لئے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جو خیر التابعین ہیں، وہ ادنیٰ

صحابی کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ لہٰذا صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز بھی نہیں۔ صحبت پیغمبر اور نزول وحی کی برکت سے ان کا ایمان شہودی قرار پایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بعد کسی ایک کے لئے بھی اس مرتبے کا ایمان حاصل نہیں، اور اعمال ایمان پر متفرع ہوتے ہیں اور اعمال کا کامل ہونا ایمان کے کمال کے موافق اور مطابع ہوتا ہے۔''

میرے اصحاب اور سسرالیوں کو بلاؤ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرے اصحاب اور سسرالیوں کو بلاؤ۔''

مزید فرمایا:

''ان میں سے جس نے میری حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و ناصر ہے اور جس نے میری حفاظت نہ کی تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت کے بغیر ہی چھوڑ دے گا اور جسے اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت کے بغیر چھوڑ دے تو اس کے بارے میں خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی پکڑ میں لے لے۔ اس کو امام احمد بن منیع نے روایت کیا۔

(الشریعۃ للآجری: کتاب فضائل معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، جز۵، ص۲۱۶)

حفاظت کرنے والا فرشتہ:

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

''جس نے ان میں سے میری حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ ایک حفاظت کرنے والا فرشتہ مقرر ہوگا اور جس نے نہ کی تو اللہ تعالیٰ اسے یونہی

بغیر حفاظت کے چھوڑ دے گا اور جسے اللہ تعالیٰ بغیر حفاظت چھوڑ دے تو قریب ہے کہ اسے اپنی پکڑ میں لے لے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں:

قال رجل للمعافی ابن عمران ابن عمر بن عبدالعزیز عن معاویۃ فغضب وقال لایقاس باصحاب النبی ﷺ احد معاویۃ صاحبہ وصہرہ وکاتبہ وامینہ علی وحیہ ...الخ

(تطہیر الجنان ص ۳۸، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''ایک آدمی نے حضرت معافی بن عمران بن عبدالعزیز کے سامنے حضرت معاویہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصہ میں آ گئے اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کیا جائے، حضرت معاویہ صحابی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں، کاتب رسول اور وحی کے امانت دار ہیں۔''

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کی فضیلت کے مسئلہ کو نہایت عمدہ انداز ہ سے ذکر فرمایا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سر تفضیل صحابہ بر ہر کہ بعد از ایشاں آمد آنست کہ ایشاں واسطہ اند میاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وایں جماعت متاخرہ واز جہت غلبۂ اسلام بواسطہ ایشاں و رسیدن علم بسبب ایشاں۔ امر ملت مشابہت تمام دارد بدیوارے کے ہر خشت فوقانی متفرع است بر خشت تحتانی دو واسطہ استقامت اوست، تا آنکہ کار باساس رسد۔ ہم چنیں ہر قرن متاخرہ مستمد ومنت پذیر قرن

متقدم است در شرائع اسلام وعلوم و ہدایت وشروع تا آنکہ امر منتہی گردد

بصاحب شرع کہ از جانب خدا تعالیٰ شریعت رابی واسطہ آوردہ‘‘

(قرۃ العینین از شاہ ولی اللہ، ص ۴۵)

’’صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بعد آنے والے لوگوں پر صحابہ کی فضیلت کی حکمت یہ ہے کہ متاخرین جماعت اور پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مابین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ واسطہ اور رابطہ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اسلام غالب آیا اور اُن کی بدولت ہمیں علم دین پہنچا۔ ملت کے اس معاملہ کی مکمل مثال ایک دیوار کے ساتھ دی جاسکتی ہے کہ جس کی ہر اوپر والی اینٹ ہر نیچے والی اینٹ پر ہی رکھی جا سکتی ہے اور یہی نیچے والی اینٹ ہی اس کی استقامت کا ذریعہ ہے۔ اس طریقہ سے دیوار کی تکمیل ہوئی ہے۔ اسی طرح ہر متاخر دور ہر متقدم دور سے فائدہ حاصل کرنے والا ہے اور اس کا احسان مند ہے، یعنی احکام شرعی وعلوم دینی وحصول ہدایت میں متاخرین کا انحصار متقدمین پر ہے۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ صاحب شرع (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تک جاکر اختتام پذیر ہوتا ہے جس ذات نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جانب سے شریعت لائی ہے۔‘‘

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم امت مسلمہ اور پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان حصول دین، وصول شریعت اور اخذِ ہدایت کے لئے ذریعہ ہیں اور یہ عظیم فضیلت کسی اور قوم کو نصیب نہیں ہوئی، یہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہے۔

مشاجراتِ صحابہ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ

مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے:

اَلْوَاجِبُ حُسْنَ الظَّنِّ بِاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاِعْتِقَادُ بَرَاءَتِہِمْ عَنْ مُّخَالَفَۃِ الْحَقِّ فَاِنَّہُمْ اُسْوَۃُ اَھْلِ الدِّیْنِ وَمَدَارُ مَعْرِفَۃِ الْحَقِّ وَالْیَقِیْنِ

(حاشیہ نمبر ۴، شرح عقائد نسفی ص ۱۰۹)

''ہر ایمان والے پر لازم ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کے متعلق اچھا عقیدہ رکھے اور انہیں حق کی مخالفت سے بالکل پاک اور مبرا سمجھے کیونکہ وہ تو دین اسلام کے قیامت تک ماننے والوں کے لئے ایک نمونہ ہیں اور حق و یقین کی معرفت کا دارومدار بھی ان کی ہی ذات سے وابستہ ہے۔''

نیز یہ کہ:

وَیَکُفُّ عَنْ ذِکْرِ الصِّحَابَۃِ اِلَّا بِخَیْرٍ

(شرح عقائد نسفی ص ۱۱۶)

''صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ذکر صرف خیر اور بھلائی سے ہی کیا جائے۔''

یعنی اہل سنت و جماعت کی علم کلام کی معتبر درسی کتاب میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی کا ذکر جب بھی کیا جائے تو بھلائی کے ساتھ ہی کیا جائے،

آپ کے کسی بھی صحابی کا کبھی بھی برائی کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے۔

ایک حدیث مبارک کے الفاظ اس طرح ہیں:

من حفظنی فی اصحابی ورد علی الحوض و من لم یحفظنی فی اصحابی لم یرنی فی یوم القیامة الا من بعید

(تطہیر الجنان ص ۵)

''جو میرے صحابہ کے بارے میں میری نسبت کی حفاظت کرے گا اس کو میرے حوض کوثر سے آب کوثر پلایا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کے بارے میں مجھے محفوظ نہ رکھا وہ قیامت کے روز مجھے دور سے بھی نہیں دیکھ سکے گا۔''

غنیۃ الطالبین میں ہے:

اتفق اھل السنة علیٰ وجوب الکف فیما شجر بینھم والامساك عن مساویھم واظھار فضائلھم ومحاسنھم و تسلیم امرھم الی اللہ عزوجل علیٰ ما کان وجری اختلاف علی وطلحة والزبیر وعائشة ومعاویة رضوان اللہ علیھم اجمعین علیٰ ماقدمنا بیانه واعطاء کل ذی فضل فضله

''اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات اور ان کی برائی سے خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اور ان کے فضائل ومحاسن کا بیان کرنا اور ان کے تمام معاملات جیسے بھی تھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ضروری ہے۔ حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے اختلافات کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہر صاحبِ فضل کو اس نے حصہ عطا

فرمایا ہے۔"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الا تری ان اصحاب رسول اللہ ﷺ فضلوا بالصحبۃ علی من عداھم سوی الانبیاء علیہم السلام وان اویساقرنیا وعمر مروانیًّا مع بلوغھما نھایۃ الدرجات و وصولھما غایۃ الکمالات سوی الصحبۃ فلا جرم صار خطاء معاویۃ خیرا من صوابھما ببرکۃ الصحبۃ

(مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۱۲۰)

"صحبت نبوی ایک ایسی نیکی ہے جو اگلے پچھلے تمام سیئات کے لئے کفارہ ہے، صحابہ کرام میں جس طرح سیدنا حضرت صدیق اکبر، سیدنا حضرت عمر، سیدنا حضرت عثمان غنی، سیدنا حضرت علی مرتضیٰ داخل ہیں، یوں ہی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں۔ اُن کے صحابی رسول ہونے میں معمولی شک کی گنجائش بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص تاریخی رطب و یابس کی بنیاد پر ان کو گنہگار ثابت کرے بھی تو اُن کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کے لئے صحبتِ نبوی کفارۂ سیئات ہے اور وہ مذکورہ آیت کی رو سے قطعی جنتی ہیں۔

اہل سنت کی درسی کتاب "شرح عقائد نسفی" میں ہے کہ

فلہ محامل وتاویلات (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۶۳)

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتہادی تھا۔

(تطہیر الجنان صفحہ ۳۵)

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

کان عن خطأ فی اجتہادھم (شرح فقہ اکبر ص ۶۵)

علامہ پرہاروی لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔(نبراس صفحہ ۳۰۷)

امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں:

کل مجتہد مصیب او المصیب واحد والمخطی معذور بل ماجور (الیواقیت والجواھر صفحہ ۴۴۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دینے والا، تنقیص وتوہین کرنے والا، صریح نافرمانی کرنے والا کافر ہے، اگر پہلے مسلمان تھا تو اب مرتد ہو جائے گا۔

نبی کو گالی دینے اور صحابی کو گالی دینے میں یہ فرق ہے کہ نبی کو گالی دینا کفر وارتداد ہے اور اس کی سزا قتل ہے، جب کہ صحابی کو گالی دینا فسق و فجور ہے اور اس کی سزا کوڑے مارنا ہے۔(الشفاء، جلد ۲، ص ۱۹۶)

اسی ضابطہ اور قانون کے تحت آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام کے فضائل کے انکار سے تمام صحابہ کرام کے فضائل کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہونے کی فضیلت میں تمام صحابہ کرام برابر کے شریک ہیں۔

(دفاع سیدنا امیر معاویہ ص ۹۲، مکتوب پیر مقبول ۴۲ مکتوبات، سیدنا معاویہ ص ۱۰۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حرف گیری اہل بدعت کا شعار ہے!

امام بشر حافی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے نقل کی ہے:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُخْتَارِ: قَالَ: سَمِعْتُ بِشْرَ بْنَ الْحَارِثِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُوْلُ: بَلَغَنِيْ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ حَجَزَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ، وَشَرُّ اَهْلِ الْبِدَعِ الْمُبْغِضُوْنَ لِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ: فَقَالَ لِيَ: اجْعَلْ أَوْثَقَ عَمَلِكَ عِنْدَ اللهِ حُبَّكَ اَصْحَابَ نَبِيِّهٖ فَإِنَّكَ لَوْ قَدِمْتَ الْمَوْقِفَ بِمِثْلِ قُرَابِ الْأَرْضِ ذُنُوْبًا غَفَرَهَا اللهُ لَكَ وَلَوْ جِئْتَ الْمَوْقِفَ وَفِيْ قَلْبِكَ مِقْيَاسُ ذَرَّةٍ بُغْضًا لَّهُمْ لَمَا نَفَعَكَ مَعَ ذٰلِكَ عَمَلٌ

(المجالسۃ: ۵/ ۴۱۲)

''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا اور سب سے بُری بدعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنا ہے۔ امام بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات کہہ کر امام فضیل رحمہ اللہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا پختہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کو بناؤ، اگر تو قیامت کے دن ریت کے ذرات کے برابر گناہ لے کر آئے گا تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دے گا لیکن اگر تیرے دل میں ذرہ بھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بغض ہوا تو تیرا کوئی عمل تجھے فائدہ نہیں دے گا۔''

تمام صحابہ عادل ہیں:

جمہور علمائے امت کے نزدیک یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ عادل تھے اور ان کا عادل اور خیار ہونا جمہور اہل اسلام کے نزدیک مجمع علیہ اور

فیصلہ شدہ امر ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس بارے میں ہم اکابر علماء کرام اور ائمہ عظام کے کچھ اقوال پیش کرتے ہیں:

(اعلم) ان الذی اجمع علیہ اھل السنۃ والجماعۃ انہ یجب علی کل مسلم تزکیۃ جمیع الصحابۃ باثبات العدالۃ لھم، والکف عن الطعن فیھم والثناء علیھم

(الصواعق المحرقہ، بیان اعتقاد اہل السنۃ، ص ۲۰۸)

''وہ چیز جس پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے وہ یہ ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات ثابت ہے کہ وہ عادل ہیں اور ان میں سے کسی کو طعن تشنیع کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا بلکہ ان کی تعریف اور ثناء بیان کی جائے گی۔''

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاتَّفَقَ اَھْلُ السُّنَّۃِ عَلٰی وُجُوْبِ الْکَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَیْنَھُمْ وَالْاِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِیْھِمْ وَاِظْھَارِ فَضَآئِلِھِمْ وَمَحَاسِنِھِمْ وَتَسْلِیْمِ اَمْرِھِمْ اِلَی اللہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی مَا کَانَ وَ جَرٰی مِنْ اخْتِلَافِ عَلِیٍّ وَّ عَآئِشَۃَ وَ مُعَاوِیَۃَ وَطَلْحَۃَ وَالزُّبَیْرِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

(غنیۃ الطالبین، ص ۱۷۸)

''تمام اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے اور انہیں بُرا بھلا کہنے سے پرہیز کیا جائے ان فضائل اور ان کی خوبیاں ظاہر کی جائیں اور ان بزرگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے جیسے وہ اختلافات جو حضرت علی اور حضرت عائشہ، معاویہ، طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم میں واقع ہوئے جس کا بیان ہم پہلے کر چکے ہیں اور ہر عظمت والے کو اس کی عظمت کا حق دیا جائے، کیونکہ ربّ تعالیٰ مومنوں کی شان میں فرماتا ہے کہ:

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (الحشر:۱۰)

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

وَاَمَّا قِتَالُہٗ لِطَلْحَۃَ وَالزُّبَیْرِ وَعَآئِشَۃَ وَمُعَاوِیَۃَ فَقَدْ نَصَّ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَلَی الْاِمْسَاکِ عَنْ ذٰلِکَ وَ جَمِیْعِ مَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ مِّنْ مُّنَازَعَۃٍ وَّ مُنَافَرَۃٍ وَّ خُصُوْمَۃٍ (غنیّہ ص ۷۷)

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں فرماتے ہیں:

فھم خیر القرون وخیر امۃ اخرجت للناس ثبتت عدالۃ جمیعھم بثناء اللہ عزوجل علیھم وثناء رسول اللہ ﷺ ولا اعدل ممن ارتضاہ اللہ لصحبۃ نبیہ ﷺ ونصرتہ ولا تزکیۃ افضل من ذالک ولا تعدیل اکمل منھا

(الاستیعاب، ابن عبدالبر مع الاصابہ، تحت خطبۃ الکتاب، ج۱، ص ۲)

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بہترین زمانہ پانے والے اور بہترین امت ہیں۔ اللہ تعالی نے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی جو ثناء بیان کی ہے اس سے اُن کا عادل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی صحبت اور نصرت کے لئے پسند فرمایا، اس سے زیادہ عادل کوئی نہیں ہوسکتا اور اس تزکیہ سے بڑھ کر کوئی اور تزکیہ افضل نہیں ہوسکتا، اور اس تعدیل سے زیادہ کامل اور کوئی تعدیل نہیں ہوسکتی۔''

سیرتِ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مادری نسب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔

(نسب قریش (مصعب زبیری) ص ۱۲۴، تحت ولد ابی سفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ)

یہ بات ظاہر ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہند بنت عتبہ مسلمانوں کے ساتھ انتہائی عناد اور مخالفت کیا کرتی تھیں۔ اس پر بہت سے واقعات کتبِ حدیث اور سیر میں مذکور ہیں۔ لیکن جب ان کے خاوند حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور ان کی بیوی کی قسمت بھی چمکی تو انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان کے قبول اسلام کے ایک رات بعد فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کا اسلام قبول بھی فرما لیا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تطہیر الجنان، فصل اول کے آخر میں لکھا ہے:

ولما اسلمت کانت علی غایۃ من التثبت والیقظۃ فانہا اثر البیعۃ الخ

”ہند بن عتبہ نے جب اسلام قبول کر لیا تو دین اسلام پر نہایت پختہ تھیں اور یہ چیز بیعت نبوی کے اثرات و برکات میں سے تھی۔“

ہند بنت عتبہ کا قبولِ اسلام:

محدثین ومؤرخین حضرات نے حضرت ہند بنت عتبہ کا مندرجہ ذیل واقعہ ذکر کیا ہے:

عن عمر بن عبد العزیز قال سمعت سلمی مولاۃ مروان بن الحکم تقول حدثنی مروان بن الحکم یقول سمعت معاویۃ بن ابی سفیان یقول سمعت امی ھند بنت عتبۃ تقول وھی تذکر رسول اللہ ﷺ تقول فعلت یوم احد ما فعلت من المثلۃ بعمہ واصحابہ کلما سارت قریش مسیرا فانا معھا بنفسی حتی رایت فی النوم ثلاث لیال رایت کانی فی ظلمۃ لا ابصر سھلا ولا جبلا و اری ان تلک الظلمۃ انفرجت عنی بضوء مکانہ فاذا رسول اللہ ﷺ یدونی۔ ثم رایت فی اللیلۃ الثانیہ کانی علی طریق و اذا بھبل عن یمینی یدعونی واذا اساف یدعونی عن یساری واذا رسول اللہ ﷺ بین یدی قال ﷺ حلمی الی الطریق ثم رایت اللیلۃ الثالثۃ کانی واقف علی شفیر جھنم یریدون ان یدفعون فیھا واذا بھبل یقول ادخلی فیھا فالتفت فاذا رسول اللہ ﷺ من ورائی آخذا بثیابی فتباعدت عن شفیر جھنم وفزعت فقلت ھذا شیء قد بین لی فغدوت الی صنم فی بیتنا فجعلت اجربہ و اقول طالما

کنت منک فی غرور واتیت رسول اللہ ﷺ فاسلمت وبایعت

(مسند عمر بن عبد العزیز، ص ۱۳، تاریخ ابن عساکر، تراجم النساء، تحت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ، ص ۴۴۸، ۴۴۹)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ہند سے سنا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتی تھیں کہ جنگ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا بزرگوار اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے غیظ وغضب کی وجہ سے میں نے مثلہ کیا تھا۔ جب قبیلہ قریش احد سے واپس ہوئے تو میں بھی اُن کے ساتھ واپس آئی، اس کے بعد میں نے لگا تار تین راتیں ایک خواب دیکھا:

۱۔ آپ کہتی ہیں کہ پہلی رات میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک ایسے اندھیرے میں ہوں کہ پہاڑ، زمین کچھ دیکھائی نہیں دیتا، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ پھر ایک روشنی ظاہر ہوئی، جس کی بدولت تمام اندھیرا دور ہو گیا، میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پکار رہے ہیں اور دعوت دے رہے ہیں۔

۲۔ دوسری رات میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک راستہ پر کھڑی ہوں، میرے دائیں جانب ہبل (بت) موجود ہے وہ مجھے اپنی طرف بلاتا ہے اور میرے بائیں جانب اِساف (بت) موجود ہے وہ مجھے اپنی طرف بلاتا ہے، اس کشمکش کی حالت میں اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے ظاہر ہوتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ اس طرف آؤ۔

۳۔ تیسری رات میں نے خواب دیکھا کہ دوزخ کے کنارے پر کھڑی ہوں، دوزخ کے فرشتے مجھے دوزخ میں پھینکنا چاہتے ہیں کہ اچانک ہبل بت مجھے کہتا ہے کہ اس میں داخل ہو جاؤ، اس حالت میں، میں نے توجہ کی تو میری پشت کی

طرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے سے میرے کپڑوں کو پکڑا اور اسی طرح میں دوزخ کے کنارہ سے دور ہوگئی۔

ان پے در پے خوابوں کو دیکھ کر میں خوف زدہ ہوگئی اور میں نے کہا کہ قدرت کی طرف سے میرے لئے یہ راستہ واضح کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد میں اپنے صنم (بت) کی طرف اٹھی اور اس کو توڑنے لگی اور میں اسے کہتی تھی کہ ایک مدت سے ہم تیری وجہ سے دھوکہ میں رہے۔ آپ کہتی ہیں کہ میں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام سے مشرف ہوئی۔

نسبی تعلقات:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاندانی تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر خاندان بنی ہاشم کے ساتھ بہت قریبی پایا جاتا ہے:

حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جن کا نام رملہ بنت ابوسفیان ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن اور ابوسفیان بن حرب کی بیٹی ہیں۔

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زوجہ محترمہ ہونے کی وجہ سے ام المومنین کے لقب سے مشرف ہیں اور اسی رشتہ کی بدولت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''برادر نسبتی'' ہونے کا شرف حاصل ہے، اور یہ رشتہ بے شمار نعمتوں کا سرچشمہ ہے۔

امام ذہبی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان کا شمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کی بیٹیوں میں ہوتا ہے۔ ازواج

مطہرات میں سے نسبی اعتبار سے کوئی بھی دوسری خاتون آپ کے قریب نہیں تھی اور نہ کسی دوسری زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے زیادہ مہر ادا کیا گیا۔ نکاح کے وقت وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت دور سرزمین حبشہ میں تھیں، شاہ حبشہ نجاشی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے انہیں چار سو دینار مہر کے طور پر دیے اور انہیں بطور ہدیہ اپنی طرف سے کئی اشیاء دیں۔

(سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۱۹)

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں ان کے مناقب بھی بیان ہوئے ہیں جو ان کی عظمت، شان اور بلند مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں، ان میں سے کچھ فضائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ انہوں نے فی سبیل اللہ دو بار ہجرت کی، پہلی بار مشرکین مکہ سے اپنا دین بچانے کے لئے حبشہ کی طرف اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف آپ نے ہجرت کی۔

۲۔ ان کے فضائل و مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے باپ ابوسفیان نے اسلام قبول کرنے سے پہلے مدینہ منورہ آنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہ نے انہیں بیٹھنے سے منع کر دیا۔

(العقیدہ فی اہل البیت، ص: ۱۱۳)

محمد بن مسلم زہری روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان مدینہ منورہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، ان دنوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ مکہ کی تیاریوں میں مصروف تھے، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح حدیبیہ کی مدت میں اضافہ

کرنے کی درخواست کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی درخواست کو مسترد فرما دیا، پھر وہ یہاں سے اٹھ کر اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (بنت ابوسفیان) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک لپیٹ لیا، یہ صورت حال دیکھ کر ابوسفیان کہنے لگا کہ اے بیٹی! تو نے یہ کام میرے احترام کی خاطر کیا ہے یا بستر کے احترام کی خاطر، انہوں نے جواب دیا: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے اور تو مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہے، یہ سن کر ابوسفیان کہنے لگا: اے بیٹی! میرے بغیر تجھے برائی نے آلیا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۲۳، الطبقات الکبریٰ: ۸/ ۹۹، ۱۰۰)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں کئی اقوال کتب میں مذکور ہیں:

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نقل فرماتے ہیں:

اسلام وے پیش از فتح است یعنی پیش از پدر و پیش ازاں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مکہ درآید و فتح کند او از مکہ رفت دریافت طریق آنحضرت را و اسلام آورد و روایت است کہ وے میگفت اسلام آوردم یوم القضیہ یعنی عمرۃ القضاء و ملاقات کردم دراں روز آنحضرت را مسلمان (مدارج النبوت، ج ۲، ص ۵۳۹) اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ تشریف لائے اور مکہ کو فتح کرنے سے قبل ہی امیر معاویہ اسلام لا چکے تھے، انہوں نے اس سے پہلے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ دریافت کیا تھا اور مسلمان ہو گئے تھے، روایت کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں عمرۃ القضاء کے روز

اسلام لے آیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحالت ایمان ہی میری ملاقات ہوئی تھی۔

(مدارج النبوۃ اردو، ج ۲، ص ۴۴۷)

کچھ مورخین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے:

وحکی ابن سعد انہ کان یقول لقد اسلمت قبل عمرۃ القضیۃ ولکنی کنت اخاف ان اخرج الی المدینۃ لان امی کانت تقول ان خرجت قطعنا عنک القوت

(الاصابہ، تحت معاویہ بن ابی سفیان، ج ۳، ص ۴۱۳)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عمرۃ القضا سے پہلے اسلام قبول کر چکا تھا لیکن اپنی والدہ (ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا) کے خوف سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کر سکا کیونکہ وہ مجھے کہتی تھیں کہ اگر تو مدینہ کی طرف گیا تو ہم تیرا نفقہ بند کر دیں گے۔''

اس مسئلہ میں عام مورخین کے اقوال کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے قول کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ مصعب زبیری رحمۃ اللہ علیہ نے نسب قریش میں لکھا ہے کہ:

ومعاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کان یقول اسلمت عام العمرۃ القضیۃ ولقیت رسول اللہ ﷺ ووضعت اسلامی عندہ وقبل منی

(نسب قریش، تحت اولاد ابی سفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ، ص ۱۲۴)

''حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ میں عمرہ کے سال اسلام لایا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کر کے اپنا اسلام قبول کرنا آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے اسلام کو قبول فرمایا۔''

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو اس طرح ذکر کیا ہے:

اسلم وھو ابن ثمانی عشرۃ سنۃ وکان یقول اسلمت عام القضیۃ ولقیت القضیۃ ولقیت رسول اللہ ﷺ فوضعت عندہ اسلامی

(تاریخ بغداد، تحت معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، ج۱، ص۲۰۷)

''جس وقت وہ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) اسلام لائے اس وقت ان کی عمر اٹھارہ برس کی تھی اور وہ کہا کرتے تھے کہ یہ عمرہ کا سال تھا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کی اور اپنا اسلام لانا ان کے سامنے پیش کیا۔''

اسد الغابہ میں اس مسئلہ کے بارے میں اس طرح تحریر ہے:

وکان معاویۃ یقول انہ اسلم عام القضیۃ وانہ لقی رسول اللہ ﷺ مسلما وکتم اسلامہ من ابیہ وامہ...الخ

(اسد الغابہ، تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، ج۴، ص۳۸۵)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لایا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس حال میں ملاقات کی کہ میں مسلمان تھا مگر میں نے اپنے ماں باپ سے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تحریر کیا ہے کہ:

ثم لما دخل عام الفتح اظہرت اسلامی فجئتہ فرحب بی

(البدایہ، تحت ترجمہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ج ۸، ص ۱۱۷)

''پھر فتح مکہ کا سال آیا تو میں نے اپنا اسلام ظاہر کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے خوشی کا اظہار فرمایا۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں اکابر علماء کے چند اقوال انہی کے الفاظ میں بیان کر دیئے ہیں۔ طوالت کے خوف سے دیگر علماء کے کتب کے صرف حوالہ جات ذکر کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں:

۱۔ تاریخ مدینہ دمشق، (ابن عساکر) مخطوطہ) تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، ج ۱۶، ص ۶۷۲۔

۲۔ کتاب دوول الاسلام (ذہبی، ص ۲۸، ج ۱، تحت ۶۰ ھ

۳۔ تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۱۸، ج ۲، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۴۔ تہذیب الاسماء واللغات (نووی) ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما، ج ۲، ص ۱۰۲

۵۔ البدایہ (ابن کثیر) ص ۲۱، ۱۱۷، ج ۸، تحت فضل معاویہ رضی اللہ عنہ

غزوات میں شرکت اور مال غنیمت کا حصول:

جب غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور انہیں بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا اور مخالفین کے چھ ہزار کے قریب افراد کو قیدی بنا لیا گیا تو ان قیدیوں کی نگرانی کی بہت ضرورت تھی، اس منصب کے لئے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو قیدیوں کا والی اور امین مقرر کیا۔

وانہ انما اعطاہ زیادۃ فی تالیف ابیہ لکونہ من اکابر مکۃ واشرافھم ومن ثم قال ﷺ یوم الفتح: (من دخل دار ابی سفیان فھو آمن) فمیزہ ﷺ بذلك دون غیرہ زیادۃ فی تالیفہ والاعلان بشرفہ وفخرہ لأنہ کان یحب الفخر فی قومہ

(تطہیر الجنان، ص ۳۸۴، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو فقط اس لئے اتنا عطا فرمایا تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کی زیادہ دل جوئی ہو جائے اور دل جوئی بھی اس لئے کہ وہ سرداران مکہ مکرمہ میں سے تھے اسی وجہ سے ہی فتح مکہ مکرمہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ملے گی۔ تو اس دن بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ہی دوسروں پر ممتاز رکھا اور مقصد فقط آپ رضی اللہ عنہ کی دل جوئی کرنے اور آپ رضی اللہ عنہ کے شرف اور فخر کا ہی اعلان کرنا تھا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ سردار مکہ ہونے کی وجہ سے اپنی قوم میں فخر کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

وفی کلام السھیلی وکان سبی حنین ستۃ الاف رأس قد ولی ﷺ اباسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ امرھم وجعلہ امینا علیھم ھذا کلامہ ای ولعل ھذا بعد رجوعہ من الطائف لان ابلسفیان کان معہ بالطائف کما سیاتی

(سیرۃ حلبیہ، تحت غزوۃ الطائف، ج ۳، ص ۱۳۱)

آنکھ چاہیے یا جنت؟

غزوہ طائف کے موقع پر کفار کے ساتھ جب اہل اسلام کا مقابلہ ہوا تو ان کی طرف سے مسلمانوں پر شدید تیراندازی کی گئی اور بہت سے مسلمان تیروں سے زخمی ہوئے۔ ان زخمیوں میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کی آنکھ میں ایک تیر پیوست ہوگیا جس سے ان کی آنکھ کا ڈیلا باہر نکل آیا، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آنکھ کے ڈھیلے کو ہاتھ میں لئے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

فقال یا رسول اللہ ھذا عینی اصیبت فی سبیل اللہ فقال النبی ﷺ ان شئت دعوت فردت عینك وان شئت فالجنۃ وفی لفظ فعین فی الجنۃ قال فالجنۃ ورمی بھا من یدہ ای وقدمت عینہ الثانیۃ فی القتال یوم الیرموك عند مقاتلۃ الروم

(سیرۃ حلبیہ، تحت غزوۃ الطائف، ج ۳، ص ۱۳۲)

”حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر آپ چاہیں تو میں دعا کرتا ہوں جس سے تمہاری آنکھ درست ہو جائے گی اور اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کے بدلے جنت لے لیں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آنکھ کے ڈھیلے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ مجھے جنت چاہیے، اور ان کی دوسری آنکھ اہل روم کے خلاف لڑی جانے والی جنگ یرموک میں چلی گئی۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا:

(۱) وشهد معه حنينا واعطاه مائة من الابل واربعين اوقية من ذهب وزنها بلال وشهد اليمامة

(البدایہ والنہایۃ، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان، ۶۰ ھ، ج ۸، ص ۱۱۷)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غزوہ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک سو اونٹ، اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سونے کا وزن کر کے انہیں دیا۔ (غزوہ حنین کے بعد) جنگ یمامہ میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شریک ہوئے تھے۔''

مال غنیمت سے سو اونٹ حصہ ملا:

(۲) الذين اعطاهم رسول الله ﷺ يومئذ مائة من الابل وهم ابو سفيان بن حرب، وابنه معاويه و حكيم بن حزام و الحارث بن كلدة اخو بنى عبد الدار...الخ

(البدایہ والنہایہ، تحت غزوۃ الطائف، ج ۴، ص ۳۶۰)

''غزوۂ طائف اور غزوہ حنین کے بعد لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مال غنیمت میں سے) سو سو اونٹ عنایت فرمائے ان لوگوں میں حضرت ابوسفیان بن حرب اور ان کا بیٹا معاویہ، حکیم بن حزام اور حارث بن کلدہ اخو بنی شامل ہیں۔''

تین سو اونٹ اور ایک سو بیس اوقیہ سونا عطا کیا:

(۳) فاعطی للمولفۃ ای من اسلم من اھل مکۃ فکان اولھم ابا سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اعطاہ اربعین اوقیۃ ومائۃ من الابل وقال ابنی یزید ویقال لہ یزید الخیر فعطاہ کذالک وقال ابنی معاویۃ فاعطاہ کذالک فاخذ ابو سفیان رضی اللہ عنہ ثلٰث مائۃ من الابل ومائۃ وعشرین اوقیۃ من الفضۃ وقال بابی انت وامی یا رسول اللہ لانت کریم فی الحرب وفی السلم ای وفی لفظ لقد حاربتك فنعم المحارب کنت وقد سالمتك فنعم المسالم انت ھذا غایۃ الکرم جزاك اللہ خیرا

(سیرۃ حلبیہ، تحت غزوۃ الطائف، ج ۳، ص ۱۳۷)

''اہل مکہ سے جو اسلام لائے اور مولفۃ القلوب تھے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال عنایت فرمایا۔ ان لوگوں میں سے پہلے شخص حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے، ان کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ عنایت فرمایا، پھر انہوں نے عرض کیا کہ میرے بیٹے یزید کے لئے بھی عنایت فرمایئے جس کو یزید الخیر کہا جاتا ہے، تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے بھی اتنا ہی حصہ عنایت فرمایا اور پھر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے بیٹے معاویہ کے لئے بھی حصہ عنایت فرمایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے بھی اتنا ہی حصہ عطا فرمایا۔ لہٰذا حضرت

ابوسفیان نے (تینوں حصے ملا کر) تین سو اونٹ اور ایک سو بیس اوقیہ سونا وصول کئے۔

کاتب وحی الٰہی:

جَاءَ جِبْرِیْلُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِسْتَوْصِ مُعَاوِیَۃَ فَاِنَّہٗ اَمِیْنٌ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَنِعْمَ الْاَمِیْنُ

(مجمع الزوائد، ج۹، ص ۳۵۷، البدایہ والنہایہ، جرابع، جز ثامن، ص ۵۱۴، ۵۱۵)

''(ایک مرتبہ) حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ (حضرت) معاویہ کے بارے میں خیرخواہی فرمایئے کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کے امین ہیں اور کتنے ہی اچھے امین ہیں۔''

کیا شان ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی، ایک تو کاتب وحی دوسری طرف خطوط وغیرہ بھی لکھتے تھے، کیا یہ چھوٹا منصب ہے، جن پر سرکار اتنا اعتماد کریں کہ اُن کے لکھے ہوئے کو اپنا لکھا ہوا قرار دیں، کاتب وحی ہونا یہ کوئی معمولی بات نہیں۔''

قیصر روم کا خط پڑھ کر سنایا:

حضرت سیدنا سعید بن ابی راشد رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ مجھے قیصرِ روم کے قاصد نے بتایا کہ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلایا، تو انہوں نے حاضرِ خدمت ہو کر قیصر روم کا خط پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔

(معجم الصحابہ، معاویہ بن ابی سفیان، ۵/ ۳۶۸)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی بھی لکھتے تھے یعنی کاتبِ وحی تھے۔

"دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المستجابۃ فی الاطعمۃ، باب ماجاء علی من اکل بشمالہ الخ، ۶/ ۲۴۳ ملتقطا

تاریخ الخلفاء، معاویۃ بن ابی سفیان، ص ۱۵۵، تاریخ ابن عساکر، معاویۃ بن صخر الخ ۵۹/ ۵۵

البدایہ والنہایہ، سنۃ احدی واربعین، فضل معاویۃ بن ابی سفیان، ۵/ ۵۰۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھنے کا طریقہ سکھایا:

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لکھ رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دوات میں صُوف (کپڑا) ڈالو اور قلم کو ٹیڑھا کاٹو اور بسم اللہ کی "ب" کھڑی لکھو اور "س" کے دندانے جدا جدا رکھو اور "میم" کے دائرے کو گول رکھو۔"

دخل الاسلام وفی قریش سبعۃ عشر رجلا کلھم یکتب عمر بن خطاب و علی بن ابی طالب و عثمان بن عفان و ابوعبیدہ بن الجراح و طلحۃ و یزید بن ابی سفیان و ابوسفیان بن حرب بن امیۃ ومعاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ..الخ

(فتوح البلدان (بلاذری) تحت امر الخط، ص ۴۷۷)

لکھنے والے اصحاب:

"جب اسلام آیا تو قریش میں صرف سترہ لوگ ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے، ان افراد میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی المرتضیٰ بن ابی

طالب، حضرت عثمان بن عفان، ابوعبیدہ بن جراح، طلحہ بن عبید اللہ، ابوسفیان صخر بن حرب، یزید بن ابی سفیان اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔"

۱۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کتابت کا فریضہ ادا کیا کرتے تھے۔

۲۔ جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ لکھوانے کی ضرورت پیش آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر لکھوایا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ کبار علماء کرام نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کے ہمراہ وحی کی کتابت بھی کیا کرتے تھے۔

ان معاویۃ کان کتب الوحی لرسول اللہ ﷺ مع غیرہ من کُتّاب الوحی رضی اللہ عنہم

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) تحت فضل معاویہ بن ابی سفیان، ج۸، ص۲۱)

شیخ صدوق قمی کی کتاب "معانی الاخبار" ص۳۴۶، طبع جدید مطبع حیدری، تہران، اس میں ایک پورا باب اس عنوان سے ہے:

"استعانۃ النبی ﷺ معاویۃ فی کتابۃ الوحی"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وحی لکھنے کے معاملہ میں حضرت معاویہ سے استعانت کرنا۔"

مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر کتابتِ وحی:

نیز محدث نعمت اللہ الجزائری کی کتاب ''انوارِ نعمانیہ'' کے صفحہ ۲۴۷ پر ہے:

وکذٰلك جعل معاویۃ من الکتاب قبل موتہ بستۃ اشھر بمثل ھذہ المصلحۃ وایضا عثمان واضرابہ ما کانوا یحضرون الا فی المسجد مع جماعۃ الناس فما یکتبون الا مانزل بہ جبرئیل بین الملاء

''اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے چھ ماہ پہلے اس مصلحت کی بنا پر کاتبِ وحی مقرر فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی مثل کاتبِ وحی مقرر فرمائے جو مسجد نبوی میں حاضر ہو کر وحی قرآن لکھتے تھے، جو ظاہر باہر نازل ہوتا تھا۔''

سب سے زیادہ خوبصورت کاتب:

ومنھا انہ احد الکتاب لرسول اللہ ﷺ کما صح فی مسلم وغیرہ وفی حدیث سندہ حسن، کان معاویۃ یکتب بین یدی النبی ﷺ قال ابو نعیم کان معاویۃ من کتاب رسول اللہ ﷺ حسن الکتابۃ فصیحا حلیما وقورا، وقال المدائنی کان زید بن ثابت یکتب الوحی وکان معاویۃ یکتب للنبی ﷺ فیما بینہ وبین العرب ای من وحی وغیرہ فھو امین رسول اللہ ﷺ علی وحی ربہ وناھیك بھذہ المرتبۃ الرفیعۃ۔

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے جس کو مسلم وغیرہ میں صحیح قرار دیا گیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کتابت کیا کرتے تھے، ابو نعیم نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتبین میں سب سے زیادہ خوبصورت لکھنے والے، فصیح اور حلیم الطبع تھے، مدائنی نے کہا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وحی لکھا کرتے تھے اور معاویہ اہل عرب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہونے والے معاہدے تحریر کیا کرتے تھے، چاہے وہ وحی سے متعلقہ ہوں یا غیر وحی سے، اور وہ اللہ کی وحی کے معاملہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین ہونے کے بلند مرتبہ پر فائز تھے۔''

افضل کون؟:

وسأل عبد الله بن مبارك ايما افضل معاوية او عمر بن عبد العزيز؟ فقال والله ان الغبار الذى دخل فى انف فرس معاوية مع رسول الله ﷺ افضل من عمر بألف مرة، صلى معاوية خلف رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ سمع الله لمن حمده فقال معاوية رضى الله عنه ربنا لك الحمد فما بعد هذا الشرف الاعظم واذا كان مثل ابن المبارك يقول فى معاوية ذلك وأن ترب انف فرسه فضلا عن ذاته افضل من عمر بن عبد العزيز الف مرة فأى شبهة تبقى لمعاند وأى دخل يتمسك به غبى أو جاحد۔

''حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ غبار جو نبی کریم ﷺ کی معیت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوئی وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے ہزار درجے افضل ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی جس میں نبی کریم ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ (اللہ تعالیٰ نے سن لیا اس جو جس نے اللہ کی حمد بیان کی) کہا (جس کے جواب میں نماز میں) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ''ربنا لک الحمد'' (اے ہمارے رب! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں) کہا، اور یہ ایک بہت بڑا شرف اور مرتبہ ہے۔ یہاں پر حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہونے والی دھول کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے ہزار گنا افضل قرار دیا ہے۔''

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے قطعہ اراضی کا واقعہ:

یمن کے علاقہ حضر موت کے مقام سے ایک شخص وائل بن حجر کندی رضی اللہ عنہ جو اپنے علاقہ کے رئیس اور اپنی قوم کے سردار تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ ان کے حق میں نبی کریم ﷺ نے دعائیں فرمائیں اور صحابہ کے سامنے ارشاد فرمایا کہ یہ وائل بن حجر ہیں، یہاں سے بعید ایک مقام حضر موت سے آ کر یہاں بخوشی اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے زمین کا ٹکڑا ان کو عطا فرمانے کا ارادہ کیا، اس بارے میں امام بخاری تاریخ کبیر میں حضرت وائل

بن حجر رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کرتے ہیں:

فبعث معی معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قال وامرہ ان یعطینی ارضا فیدفعہا الی وکتب لی کتابا خاصا یفضلنی فیہ علی قومی وکتابا لی ولاھل بیتی بمالنا ...الخ

(تاریخ کبیر، ج ۴، ص ۱۷۵، ۱۷۶، صحیح ابن حبان، ج ۹، ص ۱۶۶، ۱۶۷، مشکوۃ شریف، باب احیاء الموات والشرب، فصل ثانی، کتاب الثقات (ابن حبان) باب الواؤ تحت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، ج ۳، ص ۴۲۵، اسد الغابہ، تحت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، ج ۵، ص ۸۱، الاصابہ (ابن حجر) مع الاستیعاب، تحت ذکر وائل بن حجر، ج ۳، ص ۴۹۲)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ روانہ فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے زمین کا ایک قطعہ مقرر کر کے میری تحویل میں دے دیں اور ساتھ ہی میرے لئے ایک خط تحریر کیا جس میں میری قوم پر میری فضیلت ظاہر فرمائی اور میرے لئے اور میرے اہل خانہ کے لئے مال و متاع کے متعلق مزید ایک خط عنایت فرمایا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس کام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وائل بن حجر کے ساتھ روانہ کیا گیا، اب ان حالات میں وائل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے آدمی کا احترام ملحوظ رکھنا اور اس کی رضامندی کا خیال رکھنا قرین قیاس ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے شخص کے ساتھ بہتر سلوک سے پیش آنا اخلاقی فرض ہے۔

اس روایت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتماد نبوی کا ثبوت اور ان کی صلاحیت کا اثبات واضح طور پر پایا جاتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مرویات

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک اہم علمی مقام و مرتبہ کے حامل شخصیت تھے، آپ نے جہاں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں وہیں ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

ایک سو تریسٹھ احادیث کے راوی:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک سو تریسٹھ احادیث کے راوی ہیں اور جید صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں مثلاً:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ
حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ	حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ
حضرت جریر البجلی رضی اللہ عنہ	حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے تابعین:

حضرت سعید بن مسیّب، عبداللہ بن حارث بن نوفل، قیس بن ابی حازم، ابوادریس خولانی اور ان کے بعد حضرات مثلاً عیسیٰ بن طلحہ، محمد بن جبیر بن مطعم، حمید بن عبدالرحمن بن عوف، ابومجلز، حمران مولیٰ عثمان بن محیریز، علقمہ بن ابی وقاص، عمیر بن ہانی، ہمام بن منبہ، ابوعریان نخعی، مطرف بن عبداللہ بن شخیر وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم

نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایتیں کی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۲۸۷)

حضرت ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

وروٰی عن رسول اللہ ﷺ احادیث کثیرۃ فی الصحیحین وغیرھما من السنن والمسانید و روٰی عنہ جماعۃ من الصحابۃ والتابعین

(البدایہ والنہایہ، ج رابع، جز، ثامن، ص ۵۱۲)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث کثیرہ روایات کیں جو صحیحین وغیرہ کے علاوہ سنن اور مسانید میں موجود ہیں اور ان سے صحابہ و تابعین میں سے ایک جماعت احادیث کی روایت کرتے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ھؤلاء الائمۃ ائمۃ الاسلام الذین رووا عنہ، تعلم انہ کان مجتھدا ای مجتھدو فقیھا ای فقیہ

(تطہیر الجنان (ابن حجر مکی) ص ۲۶، تحت فصل ثانی فی فضائلہ ومناقبہ)

”مندرجہ بالا حضرات دین اسلام کے ائمہ کرام اور پیشوا ہیں، ان لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتنے ارفع درجے کے

مجتہد اور کتنے بڑے فقیہ تھے۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بعض مرویات:

یہاں نمونہ کے طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت شدہ چند احادیث کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ایک روایت میں انصار کے مقام و مرتبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے اس طرح ظاہر کیا گیا ہے:

روایت نمبر 1:

عن یزید بن جاریة انه کان جالسا فی نفر من الانصار فمر علیهم معاویة رضی الله عنه فسألهم عن حدیثهم فقالوا: کنا فی حدیث من حدیث الانصار فقال معاویة رضی الله عنه افلا ازیدکم حدیثا سمعته من رسول الله ﷺ قالوا: بلیٰ یا امیر المومنین! قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: من احب الانصار احبه الله و من ابغض الانصار ابغضه الله

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۲، ص ۱۵۸، کتاب الفضائل)

''یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں انصار کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا کہ ہم سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، آپ نے پوچھا کہ آپ لوگ کیسی گفتگو کر رہے تھے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم انصار کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک حدیث سناؤں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی

ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! اے امیر المومنین! آپ ضرور سنائیے۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص انصار سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو انصار سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے ناپسند فرمائے گا۔''

روایت نمبر 2:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان معاویۃ اخبرہ انہ رای رسول اللہ ﷺ قصر من شعرہ بمشقص فقلنا لابن عباس ما بلغنا ھذا الا عن معاویۃ رضی اللہ عنہ فقال ما کان معاویۃ رضی اللہ عنہ علی رسول اللہ ﷺ متھما

(مسند امام احمد، ج ۴، ص ۹۵، تحت مسندات معاویہ بن ابی سفیان)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک مشہور ہاشمی بزرگ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قینچی سے اپنے موئے مبارک تراشے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعض شاگردوں نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی دوسرے صاحب سے ہم تک یہ روایت نہیں پہنچی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتہام لگانے والے نہیں ہیں۔'' (یعنی ان کی روایت درست ہے)

آپ کے اخلاق کا بیان

اب ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق کے متعلق کچھ بیان کرتے ہیں، ہر شخص اپنے اعلیٰ اخلاق اور لوگوں کے ساتھ عمدہ معاملات کی وجہ سے ہر دلعزیز ہوتا ہے، لوگوں کی نظر اس بات پر ہوتی ہے کہ اس کے ذاتی عادات واطوار کیسے ہیں؟ عوام الناس کے ساتھ ان کے معاملات کی نوعیت کس طرح کی ہے اور یہ شخص کیسے کردار کا مالک ہے؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص صحابی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے اس لئے وہ بہت ہی کریمانہ اخلاق اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ حلم و برداشت ان کی اہم خصوصیات میں سے تھیں، رواداری اور عدل وانصاف ان کا شیوہ تھا، حق بات کو تسلیم کرنا ان کی عادت تھی، اور خوفِ خدا ان کے دل میں پایا جاتا تھا، لوگوں کی مشکلات کو حل کرنا ان کی بہترین عادت تھی، لوگوں کی فلاح وبہبود کے لئے وہ کوشاں رہتے تھے۔

آئندہ صفحات میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات وکیفیات ذکر کریں گے، جن سے آپ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ اور اعلیٰ اخلاق وکردار، فہم و فراست، انصاف پسندی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

تحمل و بردباری:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اوصاف و اخلاق خصوصاً تحمل و بردباری کے معاملہ میں اپنے ہم عصر لوگوں میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ اسی لئے کبار علماء جیسے ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن ابی عاصم وغیرہ رحمۃ اللہ علیہما نے ان کی اس صفت کے متعلق باقاعدہ تصانیف لکھی ہیں، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

قلت و کان یضرب المثل بحلم معاویۃ رضی اللہ عنہ وقد افرد ابن ابی الدنیا و ابوبکر ابن ابی عاصم تصنیفا فی حلم معاویۃ

''میں کہتا ہوں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری کی مثال دی جاتی تھی، اور ابن ابی دنیا اور ابوبکر بن ابی عاصم نے ان کے حلم کے متعلق مستقل تصانیف تحریر کی ہیں۔''

مؤرخین لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کی صفت حلم و بردباری کا اعتراف کرتے تھے، لہٰذا اس سلسلے میں چند صحابہ کرام، تابعین اور بعض کبار علماء کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) عن محمد بن سیرین عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال معاویہ رضی اللہ عنہ من احلم الناس؟ قالوا یا ابا عبد الرحمن و ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ خیر من معاویہ رضی اللہ عنہ و معاویۃ رضی اللہ عنہ من احلم

الناس

(تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی) ج ۱۶، ص ۲۳۷، ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

''محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما لوگوں میں بہت زیادہ حوصلہ منداور زیادہ بردبار ہیں، لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ؟ اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ معاویہ سے بہت افضل ہیں لیکن معاویہ بہت حلیم ہیں۔''

(۲) وعن قبیصۃ بن جابر قال صحبت معاویۃ رضی اللہ عنہ فما رأیت رجلا اثقل حلما ولا ابطا جھلا ولا افضل اناۃ منہ

(تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۲۳، ج ۲، تحت ذکر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

''حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی ہے، میں نے کسی شخص کو ان سے زیادہ حلیم، جہالت سے دور رہنے والا اور ان سے زیادہ بردبار کسی شخص کو نہیں دیکھا۔''

(۳) انہ کان جید السیرۃ، حسن التجاوز، جمیل العفو، کثیر الستر رحمہ اللہ تعالٰی

(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۲۶، تحت ذکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت نہایت ہی عمدہ تھی، وہ عفو کرنے والے اور اپنی بردباری کی بنا پر پردہ پوشی کرنے والے تھے۔''

حکیمانہ اقوال:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق حکیمانہ اقوال اور تجزیے علماء نے ذکر کئے ہیں، لہٰذا اس سلسلے میں یہاں چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) قال معاویۃ رضی اللہ عنہ اذا ذھب اصحاب رسول اللہ ﷺ ذھب الورع

(کتاب انساب الاشراف (بلاذری) جز رابع، قسم اول، ص ۳۰)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دنیا سے (وصال فرما کر) رخصت ہو جائیں گے تو تقویٰ و پرہیزگاری بھی رخصت ہو جائے گی۔''

(۲) قال معاویۃ رضی اللہ عنہ افضل ما اعطیہ الرجل العقل والحلم فان ذکر ذکر وان اعطی شکر وان ابتلی صبر وان غضب کظم وان قدر غفر وان اساء استغفر وان وعظ ازدجر

(کتاب انساب الاشراف (بلاذری) جز رابع، قسم اول، ص ۳۱)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: انسان کو جو چیز سب سے زیادہ افضل عطا کی گئی ہے وہ عقل اور حلم ہے، اسے جب نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اسے قبول کرے اور آگے اسے عطیہ دیا جائے تو وہ شکریہ ادا کرے، اور جب وہ آزمائش میں مبتلا ہو تو صبر کرے اور اگر اسے غصہ آ جائے تو وہ غصہ کو پی جائے، اور اگر کسی سے وہ بدلہ لینے پر قادر ہو تو بخش دے اور اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، اور اگر سمجھایا جائے تو رک جائے۔''

(۳) قال ابن السماك قال معاوية رضی اللہ عنہ کل الناس استطیع ان ارضیہ الا حاسد نعمۃ فانہ لا یرضیہ الا زوالہا

(تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی)، ج۱۶، ص ۷۴۳)

''ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہر شخص کو راضی کرسکتا ہوں سوائے نعمت پر حسد کرنے والے کے، کیونکہ وہ اس (نعمت) کے زوال سے ہی راضی ہوتا ہے۔''

(۴) عن عبد اللہ بن المبارك قال کتب معاویۃ رضی اللہ عنہ الی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اما بعد! فان الرشید من رشد عن العجلۃ وان الخائب من خاب عن الاناۃ وان المتثبت مصیب او کاد ان یکون مصیبا وان العجل مخطی او کاد یکون مخطیا ومن لا ینفعہ الرفق یضرہ الخرق ومن لا ینفعہ التجارب لا یبلغ المعالی ولا یبلغ رجل مبلغ الرای حتی یبلغ صبرہ شہوتہ وحلمہ غضبہ

(تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی)، ج۱۶، ص ۷۴۳)

''حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: حمد وثناء کے بعد!

۱۔ ہدایت یافتہ اور راہ راست پر وہ شخص ہے جس نے جلد بازی سے منہ موڑ لیا۔

۲۔ خسارہ میں وہ آدمی ہے جس نے بردباری اور آہستگی سے تعلق ختم کرلیا۔

۳۔ ثابت قدم رہنے والا انسان مقصد کو حاصل کرلیتا ہے۔

۴۔ جلد باز شخص خطا کار اور غلطی کرنے والا ہوتا ہے۔

۵۔ جس کو رفق و نرمی نفع نہیں دیتی اس کو شدت و سختی نقصان دیتی ہے۔

۶۔ جس شخص کو تجربہ کاری فائدہ نہیں دیتی وہ بلند مراتب نہیں پا سکتا۔

۷۔ جب تک انسان کا صبر اس کی خواہشات پر اور اس کا حوصلہ اور حلم اس کے جذبات پر غالب نہ آجائے وہ بلندی رائے اور عالی فکر حاصل نہیں کر سکتا۔''

(۵) قال سمعت معاویۃ رضی اللہ عنہ وهو يقول انی لست بخیر کم و ان فیکم من هو خیر منی عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عمرو وغیرهما من الافاضل ولکنی عسیت ان اکون انکاکم فی عدوکم و انفعکم لکم ولایۃ و احسنکم خلقا

(تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی)، ج ۱۶، ص ۲۵۷)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے بہتر نہیں ہوں اور مجھ سے بہتر اور صاحب فضیلت تم لوگوں میں موجود ہیں جیسے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہم) لیکن امید ہے کہ میں تمہارے دشمن کو زیادہ کاری ضرب لگانے والا ہوں گا اور حکمرانی کے اعتبار سے تمہارے لئے زیادہ نفع بخش اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے بہترین ثابت ہوں گا۔''

آپ رضی اللہ عنہ کے یہ بیانات صرف عاجزی پر محمول نہیں بلکہ وہ اپنے پیشرو خلفاء کی فوقیت اور رفعت مقام کا حقیقتاً اعتراف کرتے تھے اور اس معاملے میں انہوں نے ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا ہے، کچھ پوشیدہ نہیں رکھا، اس کے علاوہ اہل اسلام کے حق میں اپنے بہترین کردار کو بطور تحدیث نعمت واضح الفاظ میں بیان کر دیا۔

اور حقیقت میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے دشمنوں کو زیر کرنے کی کمال صلاحیت رکھتے تھے۔ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان میں ودیعت کئے گئے تھے اور خالصتاً عطیہ الٰہی تھے۔

(۶) وھم تزل الخلفاء یا امیر المؤمنین تجری علی اھل السبحون ما یقوتھم فی طعامھم وادمھم و کسوتھم الشتاء والصیف واول من فعل ذالك علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ بالعراق ثم فعلہ معاویۃ رضی اللہ عنہ بالشام ثم فعل ذالك الخلفاء من بعدہ

(کتاب الخراج (امام ابو یوسف) ص ۱۴۹۔۱۵۰، تحت فصل فی اہل الدعارۃ والتلصص)

''اسلام میں یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے کھانے پینے، سردیوں اور گرمیوں کے مطابق مناسب لباس مہیا کیا جائے۔ سب سے پہلے عراق میں اس کارِ خیر کا اہتمام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کیا، اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ملک شام میں اس کا انتظام کیا، پھر بعد کے خلفاء نے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔''

(۸) لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنے اور قدر شناسی کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا ایک واقعہ کتب تاریخ میں مذکور ہے:

مشہور صحابہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال مشہور قول کے مطابق ۵۹ ہجری کو مدینہ طیبہ میں ہوا۔ مدینہ منورہ کے والی ولید بن عتبہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے انتقال کی اطلاع دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً تحریر فرمایا:

انظر الی ورثتہ فأحسن الیھم واصرف الیھم عشرۃ الاف درھم واحسن جوارھم واعمل الیھم معروفاً

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۱۵، تحت ۵۹ ہجری)

''ان کے ورثاء کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور انہیں دس ہزار درہم عطا کریں اور ان کی امان اور ذمہ داری کو بہتر طریقے سے ملحوظ رکھیے اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کیجئے۔''

معمولات

مسجد کا احترام:

ان معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بزق ذات لیلۃ فی المسجد ثم ذھب ثم رجع بشعلۃ من نار فجعل یتبع بزقتہ حتی وجدھا ثم دفنھا

(تاریخ مدینہ منورہ، ج ۱، ص ۲۷)

''ایک رات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے طبعی ضرورت کے مطابق مسجد میں تھوک دیا، انہیں اپنی اس خطا کا خیال ہوا تو اُٹھ کر گئے اور روشنی لے کر آئے اور اسے ڈھونڈھ کر اس پر مٹی ڈال دی۔''

نوٹ: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب مساجد میں پختہ فرش نہیں ہوا کرتے تھے، زمین پر کنکریاں اور گھاس پھوس ڈال کر نماز ادا کی جاتی تھی۔

اتباع سنت

نماز کا قیام:

دینی معاملات میں سب سے زیادہ اہم چیز نماز کا قیام ہے، اس سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پوری طرح کوشش کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے مطابق نماز ادا کی جائے اور کسی طرح بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے خلاف نماز کی ادائیگی نہ ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس اتباع سنت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شاہد ہیں کہ آپ کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے سب سے زیادہ مشابہ ہوتی تھی اور اس میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: ما رأیت احدا بعد رسول اللہ ﷺ اشبہ صلاۃ برسول اللہ ﷺ من امیرکم ھذا یعنی معاویۃ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح غیر قیس بن الحرث المذحجی وھو ثقۃ

(مجمع الزوائد (ہیثمی) ج ۹، ص ۳۵۷، تحت باب ما جاء فی معاویہ رضی اللہ عنہ)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں نے تمہارے اس امیر یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز سے زیادہ کسی کی نماز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے مشابہ نہیں دیکھا۔''

بیت اللہ شریف میں اتباع سنت:

مشہور مورخ احمد بن یحییٰ نے اپنے کتاب ''انساب الاشراف'' میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ تحریر کرتے ہوئے ذکر کیا ہے:

ان معاویۃ رضی اللہ عنہ حج فدخل البیت الحرام وارسل الی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ثم جاء ابن عمر رضی اللہ عنہ ففتح لہ ودخل فقال معاویۃ رضی اللہ عنہ یا ابا عبدالرحمن این صلی النبی ﷺ حیث دخل البیت فذکر ساریۃ الیسریٰ

(الانساب الاشراف (بلاذری) ج ۴، ص ۶۳، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ پہنچے اور حرم میں تشریف لاکر بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آدمی بھیج کر بلوایا۔ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیت اللہ شریف میں پہنچے تو ان کے لئے بیت اللہ شریف (کا دروازہ) کھولا گیا اور وہ اندر داخل ہوئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے دریافت کیا کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ شریف کے اندر کس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ساریۃ الیسریٰ کے پاس نماز ادا کرنے کا ذکر کیا۔''

یعنی بیت اللہ شریف کے اندر جب نماز ادا کرنے کا موقع آیا تو تب بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اتباع سنت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

مقام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ میں

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

اِنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاَسْنَادُهٗ حَسَنٌ (مجمع الزوائد، ج۹، ص۳۵۶)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لکھا کرتے تھے۔''

''اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہیں۔''

(مجمع الزوائد، ج۹، ص۳۵۷، مطبوعہ بیروت)

سب سے بڑھ کر سردار:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: ما رأیت احداً من الناس بعد رسول اللہ ﷺ اسود من معاویۃ رضی اللہ عنہ

(معجم الاوسط (طبرانی) ج۷، ص۳۸۹، روایت ۶۷۵۵)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سردار نہیں دیکھا۔''

اہل جنت میں سے ایک شخص:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَطْلَعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ... فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ هُوَهٰذَا قَالَ نَعَمْ

(ابن عساکر، ج ۲۵، ص ۱۲)

''ابھی تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جو کہ اہل جنت میں سے ہوگا، چنانچہ اسی وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے، میں نے عرض کی: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہی وہ جنتی شخص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں!''

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات

عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: جاء جبریل الی النبی ﷺ فقال: یا محمد! استوص معاویۃ فانہ امین علی کتاب اللہ ونعم الامین ھو

(معجم الاوسط (طبرانی) ج ۴، ص ۵۳، روایت ۳۹۱۴)

''جبرائیل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت فرمایئے، بے شک وہ کتاب اللہ پر امین ہیں اور وہ نہایت ہی عمدہ امین ہیں۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ

سات امین:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالْاُمَنَآءُ سَبْعَۃٌ، اَلْقَلَمُ وَاللَّوْحُ وَاِسْرَافِیْلُ وَ مِیْکَائِیْلُ وَ جِبْرَئِیْلُ وَاَنَاوَمُعَاوِیَۃَ

(البدایہ والنہایہ، جلد رابع، جز ثامن، ص ۵۱۵)

'امین سات ہیں: ۱۔قلم ۲۔لوح ۳۔اسرافیل ۴۔میکائیل

۵۔جبرائیل ۶۔میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۷۔معاویہ

بال مبارک تراشنے کی خدمت انجام دی:

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مختلف قسم کی خدمات سرانجام دیا کرتے تھے، چنانچہ محدثین ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن معاویۃ رضی اللہ عنہ قال قصرت عن رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمشقص

(بخاری شریف، کتاب الحج، باب الحلق والتقصیر عند الاحلال)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے بال مشقص کے ساتھ تراشے۔ (مشقص ایک خاص قسم کا لوہے کا آلہ ہے جو بال تراشنے کے لئے استعمال ہوتا ہے)''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک تراشنے کے اس واقعہ سے اس بات کی تائید و تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بال مبارک بطور تبرک کے محفوظ تھے، تمام زندگی انہوں نے ان کو بحفاظت رکھا اور زندگی کے آخری لمحات میں انہیں اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت کی جسے ان کی دلی خواہش کے موافق پورا کیا گیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یوں عرض گزار ہوئے:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو خیر خواہی اور بھلائی کا فرمایئے کیونکہ وہ کتاب اللہ کے امین ہیں اور وہ بہت ہی اچھے امین ہیں۔"

(معجم الاوسط: باب من اسمہ علی رضی اللہ عنہ، جز: ۴، ص: ۱۷۵، تطہیر الجنان، ص ۳۹۱، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

اے معاویہ جو تیری شان میں شک کرے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلشَّاكُّ فِي فَضْلِكَ يَا مُعَاوِيَةُ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفِي عُنُقِهٖ طَوْقُ نَارٍ

(ابن عساکر، ج ۲۵، ص ۱۰)

"اے معاویہ! جو تیری فضیلت میں شک کرے گا وہ جب قیامت کو اُٹھے گا تو اُس کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

تیرا جسم جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا:

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ چمٹا لیا، پھر فرمایا: اے معاویہ! تیرے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم کے ساتھ لگا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ میرا چہرہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دیا۔

پھر آپ نے فرمایا: اور کون سا حصہ میرے ساتھ لگا ہوا ہے؟

عرض کی: میرا پیٹ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے پیٹ کو ان تمام چیزوں سے محفوظ رکھے گا، جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کے پیٹوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

قابل غور نکتہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اللہ کے ولیوں میں ہونا بھی بتا دیا ہے۔ اب ذرا بخاری شریف کی حدیث قدسی بھی پڑھ لیں، جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

''جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔''

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کا ولی ہونا بھی حدیث پاک سے ثابت ہو گیا، اور حدیث قدسی کے مطابق اللہ کے کسی بھی ولی

سے بغض رکھنے والے سے اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ ہے تو گویا آپ سے بغض وعداوت رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کو آواز دے رہا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور تیرے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم کے ساتھ لگا ہوا ہے؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرا سارے کا سارا جسم ہی آپ کے جسم سے لگا ہوا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے حساب سے بچالے گا اور تجھے کتاب اللہ کا علم بھی عطا فرمائے گا اور تجھے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا دے گا اور تجھ سے لوگوں کو بھی ہدایت نصیب ہو گی۔

(مختصر تاریخ دمشق، ج: ۲۵، ص ۹)

دوزخ کے کتے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ كِلَابًا...يُسَلَّطُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنْ لَعَنَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ

(ابن عساکر، ج ۲۵، ص ۱۳)

''اے ابو ہریرہ! دوزخ میں کچھ کتے ہوں گے وہ اُس بدبخت پر چھوڑے جائیں گے جو دنیا میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہوگا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ) کے حجرۂ مبارکہ میں تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دروازہ پر دیکھو، کون آیا ہے؟

دیکھ کر عرض کیا گیا کہ معاویہ ہیں۔ فرمایا: انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو، پھر جب وہ اندر آئے تو ان کے کان پر قلم تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معاویہ تمہارے کان پر قلم کیسا ہے؟ عرض کی: اے اللہ کے حبیب! یہ قلم میں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنایا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ نَّبِيِّكَ خَيْرًا وَّاللّٰهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ اِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَا اَفْعَلُ مِنْ صَغِيْرَةٍ وَّلَا كَبِيْرَةٍ اِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ اللّٰهِ

”اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! میں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر تم سے کبھی کچھ نہیں لکھوایا اور میں کوئی چھوٹا یا بڑا کام اللہ کی وحی کے بغیر نہیں کرتا۔“

(البدایہ والنہایہ، جلد رابع، جز ثامن، ص ۵۱۵)

خلافت کی بشارت:

اور پھر اس کے ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا:

كَيْفَ بِكَ لَوْ قَمَّصَكَ اللّٰهُ قَمِيْصًا يَعْنِي الْخِلَافَةَ

”اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص یعنی خلافت عطا

فرمائے گا۔“

بادشاہوں کے نام خطوط کی کتابت:

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف یہ سعادت حاصل تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بادشاہوں کے نام خطوط لکھا کرتے تھے بلکہ بسا اوقات بادشاہوں کے خطوط نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھ کر سنایا بھی کرتے تھے۔

عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها قالت: لما كان يوم ام حبيبة رضى الله عنها من النبى ﷺ دق الباب دقًّا، فقال النبى ﷺ انظروا من هذا؟ قالوا: معاوية رضی اللہ عنہ، فقال: ائذنوا له، و دخل و على اذنه قلم له يخط به، فقال ما هذا القلم على اذنك يا معاوية؟ قال: اعددته لله ولرسوله، قال: جزاك الله عن نبيك خيرا، والله ما استكتبتك الا بوحى من الله عزوجل، وما افعل من صغيرة ولا كبيرة الا بوحى من الله عزوجل، كيف بك لو قد قمصك الله قميصا؟ يعنى الخلافة فقامت ام حبيبة رضی اللہ عنہا وجلست بين يديه فقالت: يا رسول الله! و ان الله مقمّص اخى قميصا؟ قال: نعم! ولكن فيه هنات و هنات و هنات، فقالت: يا رسول الله! فادع له، فقال: اللهم اهده بالهدى و جنّبه الردى واغفرله فى الآخرة والاولٰى

(معجم الاوسط (طبرانی) ج ۲، ص ۴۹۸، روایت ۱۸۵۹)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے، دروازے پر دستک دی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دیکھو! باہر کون آیا ہے؟ عرض کیا گیا: معاویہ (حاضری کی اجازت چاہتے ہیں)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے (اندر آنے کی) اجازت دے دو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اندر آئے، انہوں نے اپنے کان پر قلم رکھا ہوا تھا جس کے ساتھ وہ لکھا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاویہ! تمہارے کان پر یہ قلم کس لئے ہے؟ اے اللہ کے رسول! یہ قلم اللہ اور اس کے محبوب کے کاموں کے لئے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اپنے نبی کی طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔ اور اللہ کی قسم! میں تجھ سے کتابت اس کی وحی کی بنا پر کراتا ہوں، چھوٹا کام ہو یا بڑا میں وحی الٰہی کے تحت بجالاتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیص (خلافت) پہنائے تو اس وقت تیری کیا حالت ہو گی؟ یہ فرمان سن کر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اُٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ قمیص پہنائے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! لیکن اس وقت فتنہ اور شر ہو گا تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کے حق میں دعائے خیر ارشاد فرمایئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درج ذیل کلمات کے ساتھ دعا ارشاد

فرمائی:

اللھم اھدہ بالھدی وجنبہ الردی واغفر لہ فی الآخرۃ والاولیٰ

"اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف راہنمائی فرما اور ہلاکت سے بچا، اس عالم میں اور آخرت میں اس کی مغفرت فرما۔"

عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی روایات

اے اللہ! معاویہ کو ہادی و مہدی بنا:

عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، وہ روایت کرتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی کریم نے یہ دعا فرمائی:

سمعت النبی ﷺ یقول فی معاویۃ بن ابی سفیان اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا واھدہ واھد بہ

(تاریخ کبیر (امام بخاری) ج ۴ ص ۳۲۷، قسم اول تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ اے اللہ اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعے دوسرے لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔" (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء، ۶/۷۔۸)

عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو بہت سے کبار علماء و محدثین اور مورخین نے نقل کیا ہے، ان میں سے چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:

۱۔ کتاب فضائل الصحابہ (امام احمد) ص ۹۱۳۔۹۱۴، ج ۲، تحت فضائل معاویہ

بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۲۔ معجم الاوسط (طبرانی ص ۳۸۰، ج ۱

۳۔ موارد الظمآن (ہیثمی) باب فی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، ص ۵۶۶

۴۔ مشکوۃ شریف، باب جامع المناقب، فصل ثانی، ص ۵۷۹

۵۔ ترمذی شریف، ابواب المناقب تحت مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ص ۵۴۷، (قال الترمذی حسن غریب)

۶۔ تاریخ کبیر (امام بخاری) ج ۳، ص ۲۴۰، تحت باب عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ

۷۔ طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۱۳۶، قسم ثانی تحت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ

۸۔ تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) ج ۱، ص ۲۹۸، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان

۹۔ حلیۃ الاولیاء، (ابونعیم اصفہانی) ج ۸، ص ۳۵۸، تحت بشر بن حارث حافی

۱۰۔ اخبار اصفہان (ابونعیم اصفہانی) ج ۱، ص ۱۸۰، تحت ابراہیم بن عیسیٰ

۱۱۔ اسد الغابہ ص ۳۸۶، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۱۲۔ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۲۱، بحوالہ طبرانی و امام احمد وغیرہما تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ

۱۳۔ الاصابہ (ابن حجر) ج ۲، ص ۴۰۶۔۴۰۷، تحت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ

۱۴۔ تاریخ بلدۂ دمشق (ابن عساکر) (قلمی مخطوطہ) ج ۱۶، ص ۶۸۶، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۱۵۔ تہذیب الاسماء واللغات (نووی) ج ۲، ص ۱۰۳۔ ۱۰۴، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۱۶۔ علل الحدیث (ابن ابی حاتم رازی) ص ۳۶۲، ج ۳، تحت علل الاخبار فی الفضائل

۱۷۔ کتاب الاباطیل (جوزقانی) المتوفی ۵۴۳ھ، ج ۱، ص ۱۹۲، ۱۹۳، روایت ۱۸۲، (ہذا حدیث حسن)

ومنها وهو من غرر فضائله واظهرها الحديث الذى رواه الترمذى وقال انه حديث حسن أن رسول الله ﷺ دعا لمعاوية فقال: (اَللّٰهُمَّ اجْعله هاديا و مهديا) فتأمل هذا الدعاء من الصادق المصدوق وأن ادعته لأمته لا سيما اصحابه مقبوله غير مردودة تعلم ان الله سبحانه استجاب لرسول الله ﷺ هذا الدعاء لمعاوية فجعله هاديا للناس مهديا فى نفسه ومن جمع الله له بين هاتين المرتبتين كيف يتخيل فيه ما تقوله عليه المبطلون ووصمه به المعاندون، معاذ الله لا يدعو رسول الله ﷺ بهذا الدعاء الجامع المعالى الدنيا والآخرة المانع لكل نقص نسبته اليه الطائفة المارقة الفاجرة الا لمن علم ﷺ انه اهل لذلك حقيق بما هنالك

''آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے درخشاں اور واضح فضیلت پر مشتمل ایک حدیث مبارکہ جسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حدیث مبارکہ کے بارے میں پھر کہا ہے کہ یہ حدیث مبارکہ حسن ہے۔

حدیث مبارکہ یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی اور یوں ارشاد فرمایا:

''اے اللہ! اس (معاویہ) کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا۔''

(جامع ترمذی، ص ۷۴۵، طبع کراچی)

توجہ فرمائیں! اس حدیث مبارکہ میں کی گئی دعا میں کہ یہ دعا صادق ومصدوق ہستی نے فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت کے حق میں کی گئی دعائیں اور بالخصوص اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حق میں دعائیں مقبول ہی ہیں، رد نہیں۔

اور یہ بات یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا قبول فرما کر اور ان کو ہدایت یافتہ اور لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت اور ہدایت دینے والا بنایا۔ اب ایسی ذات جس میں اللہ تعالیٰ نے ہادی ومہدی ہونے کے دونوں درجات ہی رکھ دیئے ہوں تو اس ذات کے بارے میں وہ باتیں اور وہ عیوب کس طرح تصور کئے جاسکتے ہیں کہ جو باتیں باطل پرست اور بغض وعناد رکھنے والے لوگ کرتے ہیں۔

معاذ اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی عظیم دعا کہ جو دنیا وآخرت کی تمام بھلائیوں اور درجات کی جامع اور بددینی اور گمراہی کے ساتھ دین سے نکل جانے والے گروہوں کے منسوب کردہ نقائص سے مانع بھی ہو تو ایسی دعا تو اسی کے لئے ہی کرسکتے ہیں جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہوں کہ یہ شخص اس دعا کے لائق اور اس کا صحیح حقدار ہے۔

(تطہیر الجنان، ص ۳۸۸، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایات

کتاب اور حساب کا علم:

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

يقول (عرباض بن ساريه رضى الله عنه) سمعت رسول الله ﷺ

يقول: اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب

''حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔''

اس روایت کو درج ذیل محدثین نے نقل کیا ہے:

۱۔ فضائل الصحابہ، امام احمد، ج ۲، ص ۹۱۳۔ ۹۱۴، تحت فضائل معاویہ بن ابی سفیان

۲۔ مسند امام احمد، ج ۴، ص ۱۲۷، تحت مسندات عرباض بن ساریہ الاسلمی

۳۔ صحیح ابن حبان، ج ۹، ص ۳۵۶، تحت باب ماجاء فی معاویہ بن ابی سفیان

۴۔ مجمع الزوائد (ہیثمی) باب فی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، ص ۵۶۶

۵۔ موارد الظمان (ہیثمی) باب فی معاویہ بن ابی سفیان، ص ۵۶۶

۶۔ کتاب المعرفہ والتاریخ (بسوی، ج ۲، ص ۳۴۵

۷۔ انساب الاشراف (بلاذری) ج ۴، ص ۱۰۷، قسم اول تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۸۔ تاریخ بلدہ دمشق، (ابن عساکر) (قلمی مخطوطہ) ج۱۶، ص ۶۸۳، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۹۔ تاریخ اسلام (ذہبی) ج ۲، ص ۳۱۸، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۱۰۔ الاستیعاب (مع الاصابہ) ج ۳، ص ۳۸۱، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۱۱۔ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۲۰، بحوالہ احمد و ابن جریر تحت ترجمہ معاویہ

۱۲۔ الاصابہ (ابن حجر) ج ۱، ص ۳۸۵، ۳۸۶، تحت حارث بن زیادہ شامی، روایت نمبر ۲۰۳۶

۱۳۔ کنز العمال (علی متقی ہندی) ج ۶، ص ۱۹۰، تحت فضائل الصحابہ حرم میم

۱۴۔ کنز العمال (علی متقی ہندی) ج ۷، ص ۸۸، کتاب الفضائل تحت میم (عن عرباض رضی اللہ عنہ بحوالہ ابن نجار)

۱۵۔ جزء الحسن بن عرفہ عبدی، ص ۶۱، روایت ۳۶، عن حارث بن زیادہ، مکتبہ دار الاقصی، کویت

۱۶۔ جزء الحسن بن عرفہ عبدی، ص ۷۹، روایت ۶۶، عن حریز بن عثمان رجبی، (المتوفی ۲۵۷ھ) مکتبہ دار الاقصیٰ، کویت

۱۷۔ کتاب الاباطیل (محدث ابو عبداللہ حسین بن ابرہیم الجوزقانی) ص ۱۹۰، ج ۱، روایت ۱۸۱، (ہذا حدیث حسن)

عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حمص کے علاقہ پر عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو والی مقرر فرمایا پھر کچھ عرصہ بعد ان کو اس منصب سے الگ کر کے ان کی جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کو حمص کا حاکم بنا دیا۔ اس وقت لوگ اس تبدیلی پر اعتراض کرنے لگے، اس موقع پر عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں درج ذیل روایت ذکر کی:

عن ابی ادریس الخولانی عن عمیر بن سعد قال: لا تذکروا معاویۃ الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: اللھم اھدہ

"حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کا صرف خیر کے ساتھ ذکر کرو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو ہدایت یافتہ بنا۔"

اس روایت کو بھی درج ذیل کتب احادیث میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

۱۔ تاریخ کبیر (امام بخاری) ج ۴، ص ۳۲۸، قسم اول تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۲۔ ترمذی شریف، ابواب المناقب، تحت مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، ص ۵۴۷

۳۔ تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر (قلمی مخطوطہ) ج ۱۶، ص ۶۸۷

۴۔ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۲۱۲، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کی روایت

کان معاویۃ رضی اللہ عنہ ردف النبی ﷺ فقال یا معاویہ ما یلینی منک قال بطنی قال اللھم املأہ علما وحلما

"ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے

سواری پر سوار تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم سے مس ہو رہا ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میرا پیٹ'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے علم اور حلم سے بھر دے۔''

یہ حدیث پاک درج ذیل کتب حدیث میں موجود ہے:

۱۔ تاریخ کبیر (امام بخاری) ج ۴، ص ۱۸۰، قسم ثانی باب وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ

۲۔ علل الحدیث (ابن ابی حاتم، ج ۲، ص ۳۵۹، روایت ۲۵۹۴، تحت اخبار فی الفضائل

۳۔ تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) (قلمی مخطوطہ) ج ۱۶، ص ۶۸۸، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۴۔ تاریخ اسلام (ذہبی)، ج ۲، ص ۳۱۹، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

متفرق روایات:

ومنها الحديث الذي اخرجه الحافظ الحارث ابن أسامة وهو أنه ﷺ قال: (ابوبكر أرق امتي وأرحمها) ثم ذكر مناقب بقية الخلفاء الأربعة ثم مناقب جماعة آخرين من اصحابه وذكر منهم معاوية فقال ﷺ (ومعاوية ابن ابي سفيان احلم امتي واجودها) فتأمل هذين الوصفين الجليلين اللذين وصفه ﷺ بهما تعلم أنه جاز بسببهما مرتبة جليلة رفيعة من الكمال لم يجزها غيره۔ اذ الحلم والجود ينبئان عن انتقاء سائر حظوظ النفس وشهواتها، أما الاول فلأنه لا يحلم لا سيما في

مضائق النفس و ثوران فورة غضبها الا من لم یبق فی قلبه مثقال ذرة من کبر و لا حظ للنفس۔

''ایک حدیث جس کی تخریج حافظ حارث ابن اسامہ نے فرمائی ہے، وہ روایت یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر میری امت میں سے سب سے زیادہ رقیق القلب اور بہت زیادہ رحم دل انسان ہیں پھر اسی طرح بقیہ خلفائے اربعہ کے مناقب وفضائل بیان فرمائے پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہی ایک دوسری جماعت کے مناقب بیان فرمائے اور انہیں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ بھی فرمایا۔

سب سے زیادہ حلیم اور سخی شخص:

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

معاویہ بن ابوسفیان (رضی اللہ عنہما) میری امت میں سے بہت زیادہ حلیم اور بردبار اور بہت زیادہ سخی شخص ہیں۔

(السنۃ للخلال: ذکر ابی عبدالرحمن: جز:۲،ص:۴۵۳)

اب ان دو عظیم اوصاف میں غور وفکر کر لو جن کے ساتھ اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو متصف فرمایا۔

نیز جان لو کہ ان اوصاف حمیدہ کے سبب وہ مرتبۂ جلیلہ اور بلند کمال حاصل کیا، جو آپ رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ تھا۔ کیونکہ کسی بھی انسان کا بردبار ہونا اور سخاوت یہ ایسے دو عظیم اوصاف ہیں کہ جس میں یہ پائے جائیں تو اس شخص کے بارے میں یہ خبر دیتے ہیں کہ اس میں پیروی نفس اور خواہشات کے پیچھے بھاگنا نہیں پایا جاتا۔ پہلا وصف یعنی حلم تو یہ فقط وہی شخص ہی کرتا

ہے جس کے دل میں رتی برابر بھی تکبر اور خواہشات نفس کی پیروی نہ پائی جاتی ہو، ایسے شخص کے علاوہ حلم و بردباری کرنا کسی دوسری شخص کے بس کی بات نہیں بالخصوص وہ شخص جو نفس کی تنگیوں اور غصہ کے فوارے کے بھڑکنے میں گرفتار ہو تو حلم ان لوگوں کا کام نہیں۔

(تطہیر الجنان، ص ۳۹۰، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

اے اللہ معاویہ کو کتاب کا علم سکھا:

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رحمت والے ہاتھ اٹھائے اور رب کریم کی بارگاہ میں دعا کی:

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ

(مجمع الزوائد، جلد نہم، ص ۳۵۶، مطبوعہ بیروت)

''یا اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن) کا علم سکھا دے۔''

فرمان جبرئیل بحق معاویہ:

أنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (ارحم امتی بامتی ابوبکر واقوھم فی دین اللہ عمر و أشدھم حیاء عثمان وأقضاھم علی، ولکل نبی حواری وحواری طلحۃ والزبیر وحیثما کان سعد بن وقاص کان الحق معہ وسعید بن زید احد العشرۃ من احباء الرحمن: وعبد الرحمن بن عوف من تجار الرحمن وأبو عبیدۃ بن الجراح امین اللہ وأمین رسولہ) صلی اللہ علیہ وسلم، (وصاحب سری معاویۃ بن أبی سفیان فمن احبھم قد نجا ومن ابغضھم فقد ھلک

(الایضاح والتبیین لما وقع فیہ الاکثرون: کتاب الایضاح: جز:۱، ص:۲۱۰)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

’’میرے امتیوں میں سے سب سے زیادہ میری امت پر رحم کھانے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ دین کے معاملے میں سختی کرنے والے عمر رضی اللہ عنہ ہیں، سب سے زیادہ حیاء دار عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں، فیصلے میں سب سے بڑے قاضی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ جہاں بھی سعد بن ابی وقاص ہوں گے حق ان کے ساتھ ہوگا۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان دس عظیم میں سے ہیں، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین ہیں اور میرے راز دار معاویہ بن ابوسفیان (رضی اللہ عنہما) ہیں تو جس نے ان سے محبت کی اس نے نجات پائی اور جس نے ان سے بھی بغض رکھا تو وہ ہلاک ہوگیا۔‘‘

فتأمل ما خص به معاوية المناسب لكونه كاتبه وأمينه على الأسرار الالٰهية والتّنزلات الرحمانية، تعلم أن معاوية كان عنده صلى الله عليه وسلم بمكانة علية جدا اذ لا يأمن الانسان على أسراره الّا من اعتقده جامعا للكمالات متطهرا عن جميع الخيانات وهذه من أجل المناقب وأكمل الفضائل والمطالب، ومنها ما جاء عن ابن عباس رضي الله عنه قال: جاء جبريل إلى النبي ﷺ فقال: يا محمد استوص بمعاوية فانه أمين على كتاب الله ونعم الأمين هو.

’’غور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس وصف کے ساتھ متصف فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسرارِ الٰہیہ

عزوجل اور تنزلات رحمانیہ پر امین ہونے کے مناسب ہے۔

نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بہت ہی عظیم اور بلند مقام حاصل تھا کیونکہ کوئی بھی شخص کسی دوسرے کو اپنے رازوں پر اس وقت تک امین نہیں بناتا جب تک اسے کمالات کا جامع اور ہر قسم کی خیانت سے پاک نہ سمجھتا ہو، اور یہی آپ رضی اللہ عنہ کی مناقب میں سے سب سے عظیم بات اور فضائل وکمالات میں سے اکمل ترین فضیلت ہے۔

اللہ اور رسول بھی معاویہ سے محبت رکھتے ہیں:

ومنها أنه ﷺ دخل علی زوجته ام حبیبه ورأس معاویة فی حجرها وهی تقبله فقال له (اتحبیه) قالت ومالی لا احب اخی فقال ﷺ (فان الله ورسوله یحبانه)

(تاریخ مدینہ ودمشق، ذکر من اسمہ معاویہ رضی اللہ عنہ: جز:۵۹،ص۸۹۔
تطہیر الجنان، ص ۳۹۲، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس حجرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کے بوسے لے رہی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کیا تم ان سے محبت کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ میں اپنے بھائی سے کیوں محبت نہیں کروں گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول بھی اس (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

سے محبت کرتے ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا معاملہ معاویہ سے حل کراؤ!

أنه صلى الله عليه وسلم استشار أبا بكر و عمر في أمر وقال لهما (أشيرا علىّ مرتين) ففي كل يقولان الله ورسوله اعلم فأرسل لمعاوية فلما وقف بين يديه قال (أحضروه أمركم وأشهدوه أمركم فانه قوي أمين) فتأمل هذين الوصفين الجليلين اللائقين بالخلافة تجد معاوية اهلالها

(الشریعۃ للآجری: کتاب فضائل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، جز:۵، ص:۱۵۴
تطہیر الجنان، ص ۳۹۵، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی معاملہ میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دو، پھر دوسری مرتبہ پھر ان سے مشورہ طلب کیا مگر شیخین نے ہر مرتبہ عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے معاملات اس (معاویہ رضی اللہ عنہ) کے پاس (حل کے لئے) پیش کیا کرو اور اپنے درمیان ہونے والے معاملات میں اس کو گواہ بنایا کرو کہ یہ بہت ہی زیادہ امانت دار ہیں۔

ان دو عظیم اوصاف میں غور وفکر کرنا چاہئے کہ جو خلافت کے لائق ہیں کہ ان اوصاف نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا اہل دیکھا۔''

انہ ﷺ دعا لمعاویۃ فقال (اللھم علمہ الکتاب والحساب ومکن لہ فی البلاد وقہ سوء العذاب) وفی روایۃ (اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب

(معجم الکبیر، عرباض بن ساریہ اسلمی یکنی ابا نجیح، جز:۱۸، ص:۲۵۱۔ تطہیر الجنان، ص ۳۹۵، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ عزوجل معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید اور حساب کا علم عطا فرما اور ان کو تمام شہروں پر قدرت عطا فرما اور ان کو برے عذاب سے بچا۔

ایک اور روایت کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں:

اے اللہ عزوجل اسے کتاب اور حساب کا علم عطا فرما۔''

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو!

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ میرے بعد انہیں طعن وتشنیع کا کا نشانہ نہ بنانا کیونکہ جس نے اُن سے بغض رکھا تو اس نے میرے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کی گرفت فرمائے گا۔''

(ترمذی، کتاب المناقب، باب فی من سبّ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۵ / ۴۶۳، حدیث:۳۸۸۸)

زبانِ رسالت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض خاص امور میں خاص خادم تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اسلامی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ اس لئے ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقتاً فوقتاً دعائیہ کلمات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اوران دعائیہ کلمات کو محدثین کرام ومورخین عظام نے اپنی اپنی کتب میں بہت سے مقامات پر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا ہے۔ ان دعائیہ کلمات کو ہم ان کے راویوں اور حوالہ جات کے ساتھ یہاں ذکر کرتے ہیں:

میں نے وحی پر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امین بنایا:

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ ائتمن علی وحیہ جبریلُ وانا ومعاویۃ ...فغفر لمعاویۃ ذنوبہ ووفّاہ حسابہ وعلّمہ کتابہ وجعلہ ھادیاً مّھدیاً وھدیٰ بہ

(ابن عساکر، ج ۲۵، ص ۶)

’’اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی مجھ تک پہنچانے کے لئے جبرئیل کو امین بنایا اور میں نے اللہ کے کلام پر (اس کو لکھوا کر قیامت تک کے مسلمانوں تک پہنچانے کے لئے) معاویہ کو امین بنایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی الٰہی کی امانت کا حق ادا کرنے پر معاویہ کے تمام گناہ معاف فرمادیئے اور اس کی نیکیوں کا اسے پورا پورا ثواب دیا اور اس کو اپنی کتاب کا علم بھی عطا فرمادیا اور اس کو ہدایت پر بھی قائم رکھا (رکھے گا) اور یہ لوگوں کو بھی ہدایت کا درس دیں گے اور لوگ ان سے ہدایت حاصل بھی کریں گے۔‘‘

جب جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حمص پر سے عمیر بن سعد کو معزول

کر کے ان کی جگہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کو حمص کا گورنر مقرر فرمایا تو بعض لوگوں نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ نازیبا الفاظ استعمال کئے تو آپ نے فرمایا:

لاتذکروا معاویۃ الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللّٰھم اھدبہ واھدہ

(ترمذی، ج۲، ص۲۲۵)

''امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا تھا: یا اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔''

نور کا لباس:

ایک مرتبہ جناب سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

اَلَسْتَ شَاھِدٌ یَوْمَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِمُعَاوِیَۃَ یُحْشَرُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ مِّنْ نُوْرٍ ظَاھِرُھَا مِنَ الرَّحْمَۃِ وَبَاطِنُھَا مِنَ الرِّضَا یَفْتَخِرُ بِھَا فِی الْجَمْعِ لِکِتَابَۃِ الْوَحْیِ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ حَذَیْفَۃُ نَعَمْ

(ابن عساکر، ج۲۵، ص۱۱)

''کیا آپ اُس دن وہاں موجود نہیں تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیں گے کہ ایک

نور کا لباس پہنے ہوں گے۔ اس کا ظاہر اللہ کی رحمت ہوگی، اُس کا باطن اللہ کی رضا ہوگی اور اس کی وجہ سے وہ تمام میدانِ محشر میں فخر کریں گے اور یہ نور کا لباس آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وحی الٰہی کی کتابت کرنے کی وجہ سے عطا ہوگا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، جی ہاں! (میں وہاں موجود تھا)

جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہوکر یہ دعا فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ حَرِّمْ بَدَنَ مُعَاوِیَۃَ عَلَی النَّارِ

(ابن عساکر، ج ۲۵، ص ۱۱)

''اے اللہ! معاویہؓ کے جسم کو آگ پر حرام فرما دے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

فقالت ام حبیبۃ: یارسول اللہ! تفاضل اصحابک من قریش و یفتخرون علیٰ آخی بما بایعوک تحت الشجرۃ فقال ﷺ لا یفتخرون احد علیٰ احد فلقد بایع کما بایعوا وخرج رسول اللہ ﷺ وخرجتُ معہٗ فقعد علیٰ باب المسجد فطلع ابوبکر و عمر وعثمان وعلیؓ وسائرُ النّاس... فقال رسول اللہ ﷺ والّذی بعثنی بالحق نبیّا لقد بایع معاویۃ بنُ اَبی سفیان کما بایعتم قال ابوبکرٍ ما علمنا یارسول اللہ قال انّہ فی وقت ما قبض اللہ تعالیٰ قبضۃ مّن الزُّرّ قال فی الجنّۃ ولا اُبالی کُنت انت یا

أبابکر و عمر و عثمان و علیّ وطلحۃ والزّبیر وسعد وسعید وعبدالرحمن بن عوف وابوعبیدۃ بن الجرّاح ومعاویۃ بن ابی سفیان فی تلک القبضۃ ولقد بایع کما بایعتم ونصح کما نصحتم وغفراللّٰہ لہٗ کما غفر لکم واباح الجنۃ کما اباحکم

(ابن عساکر، ج ۲۵، ص ۱۵)

''ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آقا! آپ کے جن قریشی صحابہؓ نے آپ سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان کی تھی وہ میرے بھائی معاویہؓ پر اپنی بڑائی جتلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کوئی بھی ایک دوسرے پر بڑائی نہ جتلائے اور اپنے آپ پر فخر نہ کرے کیونکہ معاویہؓ نے بھی اسی طرح بیعت کی ہے جس طرح انہوں نے بیعت کی تھی۔ پھر آپ خانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آ گیا۔ چنانچہ آپ مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ اور دیگر بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس رب ذوالجلال کی قسم! جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے بھی اسی طرح مجھ سے بیعت رضوان کی ہے، جس طرح تم نے کی تھی تو جناب سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی: آقا! ہمیں تو معلوم نہیں ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اُس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے ارواح میں سے ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ جنت میں ہوں گے اور مجھے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا اور اس مٹھی میں اے ابوبکرؓ تیری عمرؓ کی، عثمانؓ کی، علیؓ کی، طلحہؓ کی، زبیرؓ کی، سعدؓ کی، سعیدؓ کی، عبدالرحمنؓ بن عوف

کی، ابوعبیدہؓ بن جراح اور معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کی روحیں تھیں۔ لہٰذا معاویہؓ نے بھی مجھ سے ویسے ہی بیعت کی تھی، جس طرح تم نے بیعت کی تھی، اُس کو بھی ویسی ہی فضیلت ملی۔ جیسے تم کو ملی، اُس کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی بخش دیا، جیسے تم کو بخشا تھا اور اُس کو بھی ویسے ہی جنتی فرما دیا، جیسے کہ تم کو جنتی بنا دیا۔''

عن معاویة قال نظر إلی رسول الله ﷺ: (یا معاویة إن ولیت أمرا فاتق الله واعدل)، قال فما زلت أظن أنی مبتلی بعمل لقول رسول الله ﷺ أی لأجله حتی ولیت أی الأمارة عن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه. ثم الخلافة الکاملة لما نزل له الحسن عنها کما یأتی۔ ورواه أحمد بسند صحیح لکن فیه إرسال وصله أبو یعلی بسند کالصحیح

(مسند احمد: حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، ج: ۴، ص ۳ ۲۸۸، تطہیر الجنان، ص ۳۹۳، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اپنی نظر عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا:

''اے معاویہ (رضی اللہ عنہ) اگر تمہیں کسی امر میں ولی عہد مقرر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل کرتے رہنا۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیشہ مجھے یہ گمان غالب رہتا کہ ضرور بالضرور لازمی طور پر مجھے کسی معاملے میں مبتلا کیا جائے گا کیونکہ نبی غیب دان باذن اللہ نے فرمایا تھا حتیٰ کہ ایک دن ایسا بھی آیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے ولی عہد مقرر کیا گیا اور پھر اس کے بعد حضرت

حسن رضی اللہ عنہ نے جب خلافت چھوڑی تو مکمل اور کامل خلافت مجھے حاصل ہوگئی۔''

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ زبانِ رسالت سے یہ چند دعائیں یہاں ذکر کی ہیں جو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد فرمائیں کہ اے اللہ! ان کو ہادی بنا اور ان کو ہدایت یافتہ کردے اور ان کو دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنا۔ اے اللہ! ان کو حساب و کتاب کی تعلیم فرمادے اور اپنے عذاب سے محفوظ فرما، نیز ارشاد نبوی ہے کہ اے اللہ! ان کو علم اور حلم سے سرفراز فرما۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ تمام دعائیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ان کی اہلیت کی قابلیت کی دلیل ہیں اور اگر ان کی قابلیت اور اہلیت نہیں بھی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ان دعاؤں کے بعد ان میں یقینی طور پر یہ اہلیت اور قابلیت پیدا ہو گئی ہوگی۔

ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح کے ہیں:

فَاِنّی احبّ معاویۃ واُحبّ من یحبّ معاویۃ وجبریل و میکائیل یحبّان مُعاویۃ واللہ اشدّ حبّا لمُعاویۃ من جبریل و میکائیل

(ابن عساکر، ج ۲۵، ص ۹)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں معاویہؓ سے بھی محبت کرتا ہوں اور اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں، جو معاویہؓ سے محبت رکھتا ہوں اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ بھی معاویہؓ سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے بھی زیادہ معاویہؓ سے محبت فرماتے ہیں۔''

چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولا ارتیاب ان دعاء النبی ﷺ مستجاب فمن کان ھذا حالہ کیف یرتاب فی حقہ

(مرقاۃ شرح مشکوۃ (ملا علی قاری) ج ۱۱ ص ۴۳۸، تحت باب جامع المناقب، فصل ثانی)

''اس میں کچھ شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا یقینا مقبول ہوتی ہے تو جس شخص کے حق میں یہ دعائیں ہوئی ہیں اس کے حق میں قبولیت میں کس طرح شبہ کیا جا سکتا ہے؟''

اور انہی دعاؤں کی برکت تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دینی خدمات سرانجام دینے کی بہتر توفیق نصیب ہوئی اور انہوں نے ایک مدت دراز تک اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لئے مساعی کیں اور بے شمار ممالک پر اسلام کا پرچم بلند کیا اور دینِ اسلام کے غالب ہونے کا باعث ہوئے۔

اے معاویہؓ! عدل و انصاف کرتے رہنا!

وروی احمد بسند حسن آخر یقاربہ أن معاویۃ اخذ الاداوۃ لما اشتکی أبو ھریرۃ أی لأنہ کان ھو الذی یحملھا و سار معاویۃ بھا مع النبی ﷺ فبینما ھو یوضئ رسول اللہ ﷺ رفع رأسہ الیہ مرۃ أو مرتین وھو یتوضأ فقال (یا معاویۃ إن ولیت أمرا فاتق اللہ وأعدل) قال معاویۃ فما زلت أظن أنی سأبلی الخلافۃ حتی ولیت۔

(مسند احمد: حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، ج ۴، ص ۳۸۲، تطہیر الجنان، ص ۳۹۴، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند حسن کے ساتھ بھی روایت کی ہے جو پہلی کے مطابق ہی ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ زخمی ہوئے تو برتن (جس میں پانی تھا) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اٹھایا اور اس سے پہلے یہ کام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کیا کرتے تھے۔ برتن اٹھانے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلتے رہے اسی دوران ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کروانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرماتے ہوئے ایک یا دو مرتبہ ان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

اے معاویہؓ! اگر ولایت اور بادشاہی ملے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل کرنا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں ہمیشہ گمان کرتا رہا کہ مجھے عنقریب ولی عہد بنایا ہی جائے گا اور ایک وقت ایسا آ گیا کہ مجھے ولی بنا دیا گیا۔''

یہاں پر ایک اور روایت ذکر کی جاتی ہے جسے حضرت سعید بن عمرو نے روایت کیا ہے، اسے علماء نے مرسلاً و موصولاً درج کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی سند کے رجال صحیح ہیں یعنی ضعیف نہیں ہیں:

عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص ان معاویۃ رضی اللہ عنہ اخذ الاداوۃ بعد ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ تبع رسول اللہ ﷺ واشتکی ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فبینا ھو یوضئ رسول اللہ ﷺ رفع رأسہ الیہ مرۃ او مرتین وھو یتوضأ فقال یا معاویۃ ''ان ولیت امرا فاتق اللہ واعدل'' قال فما زلت اظن

انی مبتلی بعمل لقول رسول اللہ ﷺ حتی ابتلیت" رواہ احمد وھو مرسل ورجالہ رجال الصحیح ورواہ ابو یعلی عن سعید عن معاویۃ فوصلہ ورجالہ رجال الصحیح" الخ

(مجمع الزوائد (ہیثمی) ج۹،ص ۳۵۵، تحت ماجاء فی معاویہ، مسند امام احمد، ج ۴،ص ۱۰۱، تحت مسندات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، دلائل النبوۃ، (بیہقی) ج ٦،ص ۴۴٦، تحت ماجاء فی اخبارہ بملک معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، تاریخ بلدہ دمشق (ابن عساکر) مخطوطہ عکسی) ج ۱٦،ص ٦۹۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸،ص ۱۲۳، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، مشکوۃ شریف، کتاب الامارۃ، فصل ثالث، ص ۳۲۳، الناہیہ عن طعن معاویہ رضی اللہ عنہ، ص ۳۳، از مولانا عبدالعزیز پرہاروی، تطہیر الجنان (ابن حجر مکی، فصل ثانی فی فضائلہ ومناقبہ وخصوصیاۃ الخ مع الصواعق محرقہ، ص ۱۵)

''حضرت سعید بن عمرو کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک بار بیمار ہو گئے تو ان کی جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ مشکیزہ اٹھالیا اور وضو کرانے کی خدمت سرانجام دینے لگے۔ اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا سر مبارک ایک بار یا دو بار اُٹھا کر ارشاد فرمایا کہ ''اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر امارت وخلافت کا تم کو والی بنایا جائے تو خدا سے خوف کرنا اور عدل وانصاف کرنا۔''

شیخ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض میں تحریر فرماتے ہیں:

"فنال الخلافۃ" ای صار خلیفۃ وسلطانا ما لکا للبلاد بدعائہ ﷺ وھو اشارۃ الی حدیث... الخ

(نسیم الریاض (خفاجی) ج ۳،ص ۱۲٦، ۱۲۷، فصل فی اجابۃ دعاۂ)

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو خلافت پائی اور منصب خلافت پر

فائز ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے انہیں یہ شرف ملا ہے نہ کہ وہ قابض خلیفہ تھے۔''

ایک سوتریسٹھ احادیث مبارکہ روایت کیں:

ومنها انه روی عن النبی ﷺ مائة حدیث و ثلاثة و ستین حدیثا اتفق البخاری ومسلم منها اربعة وانفرد البخاری بأربعة ومسلم بخمسة

(تطہیر الجنان، ص ۴۱۱، مکتوبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں یہ بھی ہے:

آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سوتریسٹھ احادیث مبارکہ روایت کی ہیں، جن میں سے چار احادیث مبارکہ تو امام بخاریؒ و مسلمؒ میں متفق ہیں، چار صرف امام بخاریؒ نے ذکر کیں اور پانچ صرف امام مسلمؒ نے ذکر کیں۔''

آپ نے کبار صحابہ کرامؓ سے حدیث روایت کی:

ومنها انه شرف الأخذ عن اکابر الصحابه والتابعین له وشرف أخذ کثیرین من أجلاء الصحابة والتابعین عنه، و ذٰلك انه روی عن ابی بکر و عمر و اخته ام المومنین أم حبیبه وروی عنه من أجلاء الصحابة وفقهائهم، عبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر وعبد الله ابن الزبیر وجریر البجلی و معاویة بن خدیج والسائب بن یزید والنعمان بن بشیر و

أبو سعید الخدری و أبو أمامۃ بن سھل، ومن کبار التابعین وفقھاءھم عبد اللہ بن الحرث بن نوفل وقیس بن أبی حازم وسعد بن المسیب وابو ادریس الخولانی ومن بعدھم عیسی بن طلحۃ ومحمد بن جبیر بن مطعم وحمید بن عبد الرحمن بن عوف وأبو مجلز و حمران مولیٰ عثمان، وعبد اللہ بن محیریز، وعلقمۃ بن أبی وقاص و عمیر بن ھانی و ھمام بن منبہ وأبو العربان النخعی ومطرف بن عبد اللہ بن الشخیر وآخرون، فتأمل ھؤلاء الأمۃ أمۃ الاسلام الذین رووا عنہ تعلم أنہ کان مجتھدا أی مجتھد وفقیھا أی فقیہ

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کثیر صحابہ کرام وتابعین کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث نقل کیں اور اجل صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم نے بھی آپ رضی اللہ عنہ سے بہت ساری احادیث مبارکہ نقل بھی کیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اور آپ رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت کیں اور اجلۂ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم میں سے اور فقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، جریر بجلی، معاویہ بن خدیج، سائب بن یزید، نعمان بن بشیر، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اور حضرت ابوامامہ بن سہل نے احادیث نقل کیں (رضی اللہ عنہم) اس کے علاوہ کبار تابعین اور فقہاء

تابعین رضی اللہ عنہم میں سے عبداللہ بن حرث بن نوفل، قیس بن ابوحازم، سعید بن مسیّب، ابوادریس خولانی نے آپ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں۔ (رضی اللہ عنہم)

تابعین کے بعد والے دور میں عیسیٰ بن طلحۃ، محمد بن جبیر بن مطعم، حمید بن عبدالرحمن بن عوف، ابومجلز، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران رضی اللہ عنہم، عبداللہ بن محیریز، علقمہ بن ابی وقاص، عمیر بن ہانی، ہمام بن منبہ، ابوالعریان نخعی، مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہم اوران کے علاوہ دوسرے ائمہ اسلام نے آپ رضی اللہ عنہ سے احادیث مبارکہ روایت کیں۔ ان ائمہ میں غوروفکر کرو جو ائمہ اسلام ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں، ان میں غور و فکر کرنے سے پتہ چل جائے گا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، یعنی مجتہد اور فقیہہ تھے۔

واذا تقرر أن عمر و علیا و ابن عباس اتفقوا علی ان معاویۃ من اھل الفقہ والاجتھاد

(تطہیر الجنان، ص ۴۰۲)

اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرات عمر و علی اور ابن عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں اور مجتہد ہیں۔

علم معاویہ

أن معاویۃ قام خطیبا بالمدینۃ فی قدمۃ قدمھا فخطبھم یوم عاشوراء فقال أین علماؤکم یا أھل المدینۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لھذا الیوم یوم عاشوراء ولم یکتب علیکم

صیامہ وأنا صائم فمن احب منکم أن یصوم فلیصم ومن احب منکم ان یفطر فلیفطر، قال النووی رحمہ اللہ تعالیٰ قول معاویۃ ھذا ظاھر فی أنہ سمع من یوجب صوم یوم عاشوراء أو یحرمہ أو یکرھہ فأراد معاویۃ اعلامھم بانہ لیس بواجب ولا حرام ولا مکروہ: وخطب بہ فی ذالك المجمع العظیم ولم ینکر احد منھم علیہ، فظھر بذٰلك عظیم فقھہ

تہذیب الاسماء واللغات (نووی)، ج ۲،ص ۱۰۲،تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

(روایت ہے) کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں عاشوراء کے دن خطبہ دیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس یوم عاشوراء کے دن کے بارے میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم پر اس دن کا روزا فرض نہیں البتہ میں روزے سے ہوں، لہٰذا تم میں سے جو روزہ رکھنا چاہتا ہے وہ روزہ رکھے اور جو افطار کرنا چاہتا ہے وہ افطار کرے (یعنی روزہ نہ رکھے)۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس بات میں ظاہر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن رکھا تھا کہ کچھ لوگ عاشوراء کے دن روزہ رکھنا واجب کہتے ہیں اور کچھ لوگ اسے حرام ومکروہ کہتے ہیں۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو بتا دیں کہ نہ تو یہ روزہ واجب

ہے اور نہ ہی حرام و مکروہ اور بھرے مجمع میں آپ رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا اور ان میں سے کسی ایک نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کا رد نہ فرمایا تو اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی عظیم فقہی وجاہت اور قوت اجتہاد و ظاہر ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کا عظیم مرتبے تک پہنچنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تو مخالفین پر تعریض کلام میں مبالغہ کیا تا کہ وہ یوم عاشوراء کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کریں۔ پس وہ خاموش ہو گئے اور کوئی ایک بھی ظاہری طور پر اور پوشیدہ طور پر آپ رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کرنے پر قادر نہ ہو سکا اور سب خاموش ہو گئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خصوصی طور پر علمائے کبار نے ایک اور چیز ذکر کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سو تریسٹھ احادیث حاصل کر کے امت مسلمہ کو پہنچائی ہیں، چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

روی لہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ حدیث وثلاثۃ وستون حدیثا

تہذیب الاسماء واللغات (نووی)، ج ۲، ص ۱۰۲، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

''ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سو تریسٹھ احادیث مروی ہیں۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ زمانہ نبوت میں اسلام لانے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان علمی و دینی خدمات کا سرانجام دینا اور وصال نبوی تک ان پر مامور رہنا یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا کوئی صاحب انصاف اہل علم انکار نہیں کرسکتا، اس پر دورِ اول کے مذکورہ حالات شاہد عادل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مقام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکابرین امت کی نظر میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں صحابہ کرام کی جماعتیں مختلف اسلامی خدمات کے فرائض انجام دے رہی تھیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں حسبِ ضرورت ہدایت ونصائح فرماتے رہتے اور ضرورت پڑنے پر انہیں خطوط بھی ارسال فرمایا کرتے تھے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے کچھ خطوط شام کے والی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ایک خط بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں تحریر فرماتے ہیں:

حدثنا معتمر بن سلیمان عن النعمان قال کتب عمر الی معاویۃ رضی اللہ عنہ الزم الحق یلزمك الحق

(مصنف ابن ابی شیبہ، ص ۱۲۸، ج ۱۱، تحت کتاب الامراء، طبع کراچی)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تحریر فرمایا: ''تم حق کو لازم پکڑو، حق تمہارے ساتھ لازم رہے گا۔''

بعض دیگر مصنفین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کو ان الفاظ کے ساتھ تحریر کیا ہے:

عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کتب الی معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اما بعد: فالزم الحق یبین لك الحق منازل اھل الحق ولا تقض الا بالحق والسلام (ابو الحسن بن زرقویۃ فی جزئہ)

(کنز العمال (علی متقی ہندی) ج ۸، ص ۲۰۸، تحت روایت ۳۵۰۶، کتاب المواعظ والرقائق)

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف تحریر فرمایا کہ آپ حق بات پر مضبوطی سے قائم رہیں، اس سے اہل حق کے منازل ومراتب آپ پر واضح ہوں گے اور دواماً حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے۔''

بعض مورخین نے حضرت عمر فاروق اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی ملاقات کا ایک واقعہ لکھا ہے جو کچھ اس طرح سے ہے:

لما قدم عمر بن خطاب الشام تلقاہ معاویۃ فی موکب عظیم، فلما دنا من عمر رضی اللہ عنہ قال لہ: انت صاحب الموکب؟ قال نعم یا امیر المومنین، قال: ھذا حالك مع ما بلغنی من طول وقوف ذوی الحاجات ببابك؟ قال ھو ما بلغك من ذالك قال ولم تفعل ھذا؟ لقد ھممت ان آمرك بالمشی حافیا الی بلاد الحجاز قال: یا امیر المومنین انا بارض جواسیس العدو فیھا کثیرۃ، فیجب ان نظھر من عز السلطان ما یکون فیہ غزل الاسلام واھلہ ویرھبھم بہ،

فان امرتنی فعلت وان نہیتنی انتہیت فقال لہ عمر رضی اللہ عنہ لا آمرك ولا انہاك. فقال رجل: یا امیر المومنین ما احسن ما صدر الفتی عما اوردتہ فیہ؟ فقال عمر رضی اللہ عنہ لحسن مواردہ مصادرہ جشمناہ ما جشمناہ

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۲۴، ۱۲۵، تحت ترجمہ امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

''جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام میں تشریف لے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سواروں کی ایک کثیر جماعت کے ہمراہ ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سواروں کی جماعت آپ کی زیرِ نگرانی ہے؟ عرض کی: جی ہاں! اے امیر المومنین!۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری شان وشوکت کا یہ عالم ہے جبکہ مجھے خبر ملی ہے کہ ضرورت مند تمہارے دروازے پر دیر تک کھڑے رہتے ہیں؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ بات درست ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ میری خواہش ہے کہ میں تمہیں حکم دوں کہ تم حجاز تک پیدل چل کر جاؤ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المومنین! ہم جس علاقہ میں رہتے ہیں یہاں مسلمانوں کے دشمن کثیر تعداد میں رہتے ہیں اور ان کے جاسوس بھی ہماری جاسوسی میں لگے رہتے ہیں، ان حالات میں دشمنوں کی چالاکی سے خبردار رہنا ہمارے لئے ضروری ہے اور ان کی نظر میں اسلام کا رعب اور دبدبہ قائم رکھنے کے

لئے میں ایسا کرتا ہوں۔ اب اگر آپ اس کی اجازت دیں گے تو معاملہ اسی طرح جاری رہے گا اور اگر آپ منع کریں گے تو ہم اس سے رُک جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: میں نہ تو تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں۔ اس موقع پر حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کی طرف سے ہونے والی سرزنش سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کس خوبی سے اپنے آپ کو بچا لیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی وجہ سے ہم نے اس کے کندھوں پر بارِ گراں ڈال رکھا ہے۔''

حدیث کے تحفظ کا انتظام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کرنے اور روایت کرنے کے لئے ایک خاص ضابطہ قائم کیا ہوا تھا اس کے تحت صرف اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس منصب پر مقرر کر کے گرد و نواح میں اس خدمت کی انجام دہی کے لئے روانہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ حکم تھا کہ حدیث نبوی صرف یہی مقرر شدہ حضرات ہی بیان کریں گے اور باقی حضرات ان کی رہنمائی میں روایت حاصل کریں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ازالۃ الخفا'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''سوم آنکہ علماء صحابہ را در آفاق فرستند و ایشاں را امر نمایند بر روایت

حدیث ومرو مانرا حمل کنند براخذ از ایشاں چنانکہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ را با جمع بکوفہ فرستاد ومعقل بن یسار و عبداللہ بن مغفل وعمران بن حصین رضی اللہ عنہم را ببصرہ وعبادہ بن صامت وابودردار ضی اللہ عنہما را بشام وبمعاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کہ امیر شام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیث ایشاں تجاوز نہ کنند

(ازالۃ الخفا از شاہ ولی اللہ، جز دوم، فارسی تحت امر کردن صحابہ را بروایت حدیث، ص۶)

''لہٰذا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا گیا اور معقل بن یسار اور عبداللہ بن مغفل اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم کو بصرہ کے علاقہ کی طرف بھیجا گیا۔ عبادہ بن صامت اور ابودردار ضی اللہ عنہما کو ملک شام کی طرف روانہ کیا گیا۔

ملک شام کے امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے خاص ہدایت نامہ تحریر کر کے روانہ کیا اور انہیں اس چیز کا پابند کیا گیا کہ ان مقررہ حضرات کے علاوہ کسی سے احادیث حاصل نہ کریں اور ان کے سوا کوئی اور شخص وہاں حدیث روایت نہ کرے۔''

شانِ امیر معاویہ بزبانِ اقدس حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہما

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے حکام اور گورنروں پر امورِ سلطنت کی انجام دہی میں غفلت برتنے پر سخت گرفت فرمایا کرتے تھے، اور عمدہ کارکردگی پر ان کی قدردانی اور عزت افزائی بھی فرمایا کرتے تھے۔

اس سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذہانت اور دانشمندی کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قدرشناسی کے کلمات کتبِ تاریخ میں پائے جاتے ہیں، جن میں ان کی طبعی فراست وکمال ہوشمندی کو بہت عمدہ طریقے سے بیان فرمایا گیا ہے، اس چیز کو مورخین نے اپنی اپنی عبارات میں ذکر کیا ہے:

ومنها أن عمر حض الناس على اتباع معاوية والهجرة اليه الى الشام اذا وقعت فرقة اخرج ابن أبي الدنيا بسنده

(تطہیر الجنان، ص ۳۹۹، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

"آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں یہ بات بھی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ لوگوں کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیروی اور اتباع کی رغبت دلایا کرتے اور کہتے کہ جب لوگوں میں اختلاف اور تفریق پیدا ہو جائے تو امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس ملک شام کی طرف ہجرت کر جانا۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ اس روایت کو بیان کیا ہے۔"

ومنها ان عمر رضى الله عنه مدحه واثنى عليه وولاه دمشق

الشام مدة خلافة عمر، و کذلك عثمان رضی اللہ عنہ و ناهیك بهذه منقبة عظیمة من مناقب معاویة و من الذی کان عمر یرضی به لهذه الولایة الواسعة المستمرة و اذا تأملت عزل عمر لسعد بن ابی وقاص الافضل من معاویة بمراتب و ابقائه لمعاویة علی عمله من غیر عزل له علمت بذلك أن هذه ینبئ عن رفعة کبیرة لمعاویة و أنه لم یکن ولا طرأ فیه قادح من قوادح الولایة و الا لما ولاه عمر او لعزله و کذا عثمان، و قد شکا أهل الاقطار کثیرا من ولاتهم إلی عمر و عثمان فعزلا عنهم من شکوهم و إن جلت مراتبهم، و أما معاویة فأقام فی امارته علی دمشق الشام هذه المدة الطویلة فلم یشك أحد منه ولا اتهمة یجوز ولا مظلمة، فتأمل ذٰلك لیزداد اعتقادك أو لتسلم من الغباوة و العناد و البهتان

(تطہیر الجنان، ص ۳۹۵، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف و مدح فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے پورے دور میں ہی شام کے علاقے دمشق کے ولی مقرر رہے اور پھر اس کے بعد خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ اپنے اس عہدے پر قائم رہے تو یہ منقبت عظیمہ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں کافی وافی ہیں اور اس ذات کے لئے جن کے لئے حضرت

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے عادل خلیفہ وسیع قطعۂ اراضی کے لئے راضی رہے اور ولایت بھی جاری رہی۔

اور جب اس بات میں تدبر کیا جائے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا حالانکہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کئی مراتب کے لحاظ سے افضل تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے عہدے پر برقرار رکھا، معزول نہ کیا۔

تو اس سے پتہ چلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہ خاص رفعت و بلندی عطا کی گئی تھی جو کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عطا نہ کی گئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے اندر ان عیوب میں سے بھی کوئی عیب پیدا نہ ہوا تھا جو اکثر حکومت حاصل ہونے کے بعد پیدا ہو جاتے ہیں وگرنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کو ولی عہد کبھی نہ بناتے اور اگر ولایت وحکومت حاصل ہونے کے بعد کوئی عیب بھی آ جاتا تو فوراً معزول کر دیتے اور اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کا معاملہ خلافت عثمانیہ میں بھی تھا۔

اور یہ بات بھی تحقیق سے ثابت ہے کہ جب کبھی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں گرد ونواح کے کسی علاقے کی رعایا اپنے ولی کے بارے میں شکایت کرتے تو چاہے وہ جتنے ہی بڑے عہدے اور قدر ومنزلت والا ہوتا یہ دونوں فوراً ہی اُسے معزول کر دیتے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت کے طویل عرصے تک شام کے علاقے دمشق کے گورنر رہے، جہاں کا آپ رضی اللہ عنہ کو گورنر بنایا گیا نہ تو آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی نے شکایت کی اور نہ ہی کسی قسم کے ظلم وستم کی آپ رضی

اللہ عنہ پر تہمت ہی لگائی۔

وھٰذا من عمر رضی اللہ عنہ کرامۃ باھرۃ لتضمنہ الأخبار بأن الأمر سیصیر الیہ وأن مقالید الأمۃ لا یعول فیھا الّا علیہ، ومدحۃ علیۃ لمعاویۃ۔

(تطہیر الجنان، ص ۴۰۰، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ظاہرو باہر کرامت تھی کہ پہلے ہی اس چیز کی خبریں دے دیں کہ عنقریب (میرے بعد) کیا ہونے والا ہے اور یہ کہ عنقریب امت کے تمام معاملات کی کنجیاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہی ہوں گی اور اس کے علاوہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی تعریف فرمائی۔''

عرب کا کسریٰ:

(۱) قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تذکرون کسریٰ و قیصر ودھاءھما وعندکم معاویۃ رضی اللہ عنہ

(الکامل (ابن اثیر جزری) ج ۳، ص ۲۶۲، تحت ذکر بعض سیر معاویہ)

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ تم لوگ قیصر و کسریٰ کی دانائی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ تمہارے پاس معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے شخص ہیں۔''

(۲) قال تعجبون من دھاء ھرقل و کسریٰ وتدعون معاویۃ رضی اللہ عنہ

(تاریخ اسلام (ذہبی) ج ۲، ص ۳۲۰، ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان)

''تم ہرقل اور کسریٰ کی ہوشیاری اور دانشمندی سے تعجب کرتے ہو اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیتے ہو۔''

(۳) کان عمر بن الخطاب اذا رأی معاویة رضی اللہ عنہ قال ھذا کسریٰ العرب وھکذا حکی المدائنی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال ذالک

(البدایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۲۵، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

''بعض اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے کہ دانائی اور دانشمندی میں معاویہ عرب کا کسریٰ ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کے ذریعے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہوشمندی اور دانائی کا اعتراف پایا جاتا ہے اور ان کی فہم وفراست کی حد درجہ قدردانی اور عزت افزائی فرمائی گئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو عرب کا کسریٰ کہا ہے اس سے بعض احباب طعن وتشنیع کا پہلو پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اس کا مفہوم وہ نہیں جو مخالف لینا چاہتے ہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے وہی مراد ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

شان معاویہ بزبانِ علی رضی اللہ عنہما:

ومنھا ثناء علی کرم اللہ وجھہ علیہ بقولہ: قتلای وقتلی معاویة فی الجنة رواہ الطبرانی بسند رجالہ موثقون علی

خلاف فی بعضھم، فھذا من علی صریح لا یقبل تأویلا بأن معاویة مجتھد توفرت فیہ شروط الاجتھاد الموجبۃ لتحریم تقلید الغیر

''اور آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تعریف و توصیف ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

''میرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین سب کے سب جنتی ہیں۔''

(معجم الکبیر: من اسمہ معاویہ رضی اللہ عنہ: ج ۱۹، ص ۳۰۷)

اسے طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، چند ایک میں اختلاف کے ساتھ باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔

نیز یہ بات بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایسی صریح اور واضح ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں کہ اس میں یہ تاویل کر لی جائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، ان میں اجتہاد تام کی تمام شروط پائی جاتی تھیں۔

وتصریح لا یقبل تاویلا من علی ایضاً، بأن معاویة لأجل اجتھادہ وإن اخطا فیہ کما ھو شأن سائر المجتھدین بنص الحدیث، (ومن اجتھد وأخطأ فلہ اجر ماجور ھو واتباعہ المقلدون لھم الموافقون لھم فی الاجتھادات

''اور جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بالکل صریح اور واضح ہے تو اس میں پھر کسی قسم کی کوئی تاویل نہ کی جائے گی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد کی وجہ سے اگرچہ اس میں غلطی پر بھی ہوں جیسا کہ تمام مجتہدین کے بارے میں حدیث

مبارکہ سے نص صریح موجود ہے کہ جس نے اجتہاد کیا اور درست رائے قائم نہ کر سکا تو اس کے لئے بھی اجر ہوگا، وہ اور اس کے متبعین مقلد اور اجتہادات میں اس کی موافقت کرنے والے سارے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

(التحریر والتنویر، سورۃ الفاتحہ: جز۱،ص۱۹۷،تطہیر الجنان،ص۴۰۰،مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

حضرت امیر معاویہ کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ملاقات اور والدین کے متعلق ہدایات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملک شام کے والی اور حاکم مقرر تھے۔ وہاں سے بعض اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوتے، یہاں پر ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے چند ملاقاتوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

وقد حج عمر رضی اللہ عنہ فدخل علیہ معاویۃ رضی اللہ عنہ فقال لہ عمر رضی اللہ عنہ متی قدمت؟ قال الآن وبدات بك قال: فائت ابویك وابدأ بهند رضی اللہ عنها فانصرف معاویۃ رضی اللہ عنہ فبدأ بهند رضی اللہ عنها فقالت لہ: یا بنی انہ واللہ وقد استنهضكم هذا الرجل فاعملوا بما یوافقه واجتنبوا ما یكرهه...الخ

(انساب الاشراف (بلاذری) ص۱۰، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما جز رابع، قسم اول)

''ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ کب آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابھی آیا ہوں، اور سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو سب سے پہلے اپنے والدین کے پاس آنا چاہیے اور خصوصاً (اپنی والدہ) ہند کے پاس جانا چاہیے تھا۔ لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ہند کے پاس حاضر ہوئے، انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے میرے بیٹے! اس شخص (امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کی وجہ سے تمہیں ترقی ملی ہے اس لئے جو کام انہیں پسند ہو وہ کیا کرو اور جو چیز انہیں ناپسند ہو اس سے اجتناب کیا کرو۔"

ایک اور ملاقات:

مشہور مورخ ابن شبہ نے "تاریخ مدینہ میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے جو کچھ اس طرح سے ہے:

قال (حسین بن علی رضی اللہ عنہما) فاتیتہ یوما وھو خال بمعاویۃ رضی اللہ عنہ وابن عمر رضی اللہ عنہما بالباب لم یدخل فرجع ابن عمر رضی اللہ عنہما فلما رایتہ یرجع رجعت فلقینی عمر رضی اللہ عنہ بعد ذالك فقال ای بنی لم ارك اتیتنا، قلت قد جئت وانت خال بمعاویۃ فرایت ابن عمر

یرجع فرجعت قال انت احق بالاذن من ابن عمر ...الخ

(تاریخ مدینہ منورہ (ابوزید عمر بن شبہ نمیری بصری) ج ۳، ص ۷۹۹، تحت حبس عمر رضی اللہ عنہ الحطیہ فی ہجاہ الزبرقان بن بدر)

''حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نوعمر تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک بار فرمایا کہ آپ ملاقات کے لئے کیوں نہیں آتے؟ تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں ایک روز آپ کے ہاں ملاقات کے لئے آیا تھا لیکن امیر معاویہ کے ساتھ آپ خلوت میں گفتگو میں مصروف تھے اور آپ کے فرزند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہوئی وہ واپس آ گئے تو میں بھی ان کو دیکھ کر واپس آ گیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ میرے فرزند ابن عمر سے اجازت میں زیادہ حقدار ہیں۔''

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں بہت عزت و توقیر تھی، اور اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلوت میں ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں اور یقیناً اہم امور پر مشاورت بھی ہوتی ہوگی، جو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر میں قدر و منزلت کی بیّن دلیل ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے سالانہ وظیفہ:

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رزق معاویۃ رضی اللہ عنہ علی عملہ الشام عشرۃ الاف دینار کل سنۃ

(الاستیعاب مع الاصابہ، ج ۳، ص ۳۸۲، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے سالانہ دس ہزار دینار بطور وظیفہ مقرر کئے، جب آپ ملک شام کے والی مقرر ہوئے۔“

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول آپ کا معاوضہ اسی دینار ماہانہ مقرر ہوا تھا۔

ان عمر افرد معاویۃ بالشام ورزقہ فی کل شھر ثمانین دینار

(تاریخ اسلام، (ذہبی) ج ۲ ص ۳۱۹، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

یہاں پر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں حکام کے وظائف عموماً کم مقدار میں ہوتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سالانہ وظیفہ ایک کثیر رقم مقرر کیا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قریباً چار سال تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی شام رہے لیکن ان کو کبھی تبدیل نہیں کیا گیا اور نہ ان کو معزول کیا بلکہ مزید علاقہ جات ان کی تحویل میں دیتے رہے اور اختیارات میں توسیع کرتے رہے۔ حتیٰ کہ مشاہرہ یا سالانہ وظیفہ دیگر حکام سے زیادہ دیا۔ یہ چیز جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلاحیتوں کی دلیل اور ان کی حسن کارکردگی کی تصدیق و تائید ہے وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے نقاد خلیفہ کے ان کے مقبول و معتمد ہونے کا بیّن ثبوت ہے اور ملّی خدمات کو صحیح طور پر بجالانے کی شہادت ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کئی فرمودات کتب تاریخ و حدیث میں مذکور ہیں:

جن ایام میں ''جمل وصفین'' کے واقعات پیش آچکے تھے، اس کے بعد بعض لوگ اہل جمل وصفین کے حق میں غلو کرنے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب علم ہوا تو ان کے جواب میں فرمایا: **لاتقولوا الا بخیر... الخ،** ''یعنی ان لوگوں کے حق میں کلمۂ خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔''

(تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۳۲۹)

یعنی اگرچہ وقتی طور پر ان کے اور ہمارے درمیان اختلاف رائے واقع ہوا تھا اور حالات برگشتہ ہوگئے تھے لیکن اب تم انہیں برائی سے یاد نہ کرو۔

حضرت معاویہ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہما کے تاثرات:

عن سعد بن ابراھیم قال خرج علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ذات یوم ومعہ عدی بن حاتم الطائی فاذا رجل من طی قتیل قد قتلہ اصحاب علی فقال عدی یا ویح ھذا کان امس مسلما والیوم کافرا فقال علی رضی اللہ عنہ مھلا کان امس مومنا وھو الیوم مؤمن

(تاریخ ابن عساکر، کامل، ص ۳۳۰، ج ۱)

ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی جماعت کے ہمراہ تشریف لا رہے تھے، اس وقت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے، انہوں نے بنی طے کے ایک مقتول کو دیکھا جس کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت نے قتل کیا تھا، عدی بن حاتم نے کہا: بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ بیچارہ کل مسلمان تھا اور آج کافر مرا پڑا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ ایسا نہ کہو یہ کل بھی مومن تھا اور آج

بھی مومن ہے۔

عن محمد بن راشد عن مکحول ان اصحاب علی رضی اللہ عنہ سألوہ عن من قتلوا من اصحاب معاویۃ قال هم المومنون... وفی روایۃ سئل عن من قتل بصفین ماهم؟؟ قال هم المومنون

(تاریخ ابن عساکر کامل، ص ۳۳۰، ج ۱)

''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے لوگوں نے ان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے مقتولین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ سب مومنین ہیں، ایک اور روایت میں ہے کہ ان سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ سب مومنین ہیں۔''

عن زیاد بن الحارث قال کنت الی جنب عمار بن یاسر رضی اللہ عنهما بصفین ورکبتی تمس رکبته فقال رجل کفر اهل الشام فقال عمار رضی اللہ عنه لا تقولوا ذالك. نبینا ونبیهم واحد وقبلتنا وقبلتهم واحدة ولکنهم قوم مفتونون حادوا عن الحق فحق علینا ان نقاتلهم حتی یرجعوا الیه

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۵، ص ۲۹۰، طبع جدید، کراچی، روایت ۱۹۶۸۷، تحت کتاب الجمل، منہاج السنۃ (ابن تیمیہ) ص ۶۱، ۶۲، ج ۳)

''ایک شخص نے اہل شام کے بارے میں کفر کی نسبت کی اور ان کو کافر کہنے لگا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے سن کر ارشاد فرمایا کہ ایسا مت کہو

کیونکہ ان کے اور ہمارے نبی ایک ہیں اور ان کا اور ہمارا قبلہ ایک ہے، لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور حق سے بھٹک گئے، ہم پر لازم ہے کہ ہم ان سے قتال کر کے انہیں دوبارہ حق پر لائیں۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تاثرات:

اب یہاں پر کچھ ایسی روایات ذکر کی جارہی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے درمیان قتال عناد پر مبنی نہ تھا بلکہ ان سے اپنے نظریات کے تحت یہ امور صادر ہوئے، جانبین ایک دوسرے کے حق میں نیک نیت تھے ان میں کوئی گروہی اور نسلی عداوت نہ تھی اور یہ حضرات ایک دوسرے کے حق میں کینہ اور حاسد نہیں تھے، مثلاً:

شانِ علی بزبان معاویہ رضی اللہ عنہما

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

انت تنازع علیا رضی اللہ عنہ ام انت مثلہ؟ فقال معاویۃ رضی اللہ عنہ لا! واللہ انی لا اعلم ان علیا افضل منی وانہ لَأَحَقُّ بالامر منی... الخ

(تاریخ دمشق، (ابن عساکر) مخطوطہ) ج ۱۶، ص ۱۰۷، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان)

''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تنازعہ کرتے ہیں کیا آپ ان کے ہم پایہ ہیں؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں ان کا ہم مرتبہ نہیں ہوں اور وہ مجھ سے افضل ہیں اور امر خلافت میں وہ زیادہ حقدار ہیں......الخ''

اسی طرح ایک اور واقعہ اس مقام پر درج کیا جاتا ہے، یہ واقعہ اگرچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کا ہے تاہم مقصد کے لئے مفید ہے یعنی ایک فریق کے دوسرے فریق کے حق میں نظریات واضح ہوتے ہیں۔

لما جاء خبر قتل علی رضی اللہ عنہ الی معاویۃ رضی اللہ عنہ جعل یبکی، فقالت لہ امراتہ اتبکیہ وقد قاتلتہ؟ فقال ویحك! انك لا تدرین ما فقد الناس من الفضل والفقہ والعلم

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر، ج ۸، ص ۱۳۰، تحت ترمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی تو آپ بے ساختہ گریہ کرنے لگے۔ ان کی اہلیہ ان کے پاس موجود تھیں وہ کہنے لگیں کہ آپ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ برسرِ پیکار رہے اور اب رونے لگے ہیں؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ پر کلمہ تحرم کہنے کے بعد یوں ارشاد فرمایا کہ تو نہیں جانتی کہ اہل اسلام کی فضیلت، فقہ اور علم میں کس قدر نقصان ہوا ہے اور کیسی گرانقدر ہستی سے قوم محروم ہوگئی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ داڑھی تَر ہوگئی:

وکان ضرار من اصحابہ (علی) رضی اللہ عنہ فدخل علی معاویۃ بعد موتہ فقال: صف لی علیا فقال او تعفینی عن ذالك فقال واللہ لتفعلن فتکلم بھذا الفصل فبکی معاویۃ حتی اخضلت لحیتہ

(درہ نجفیہ، شرح نہج البلاغہ، ص ۳۶۰)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حمایتی لوگوں میں سے ایک شخص ضرار صدائی تھا وہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کچھ اوصاف بیان کرو۔ وہ کہنے لگے، اس مسئلہ میں مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہوگا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اصرار فرماتے ہوئے کہا کہ میں تجھے قسم دلاتا ہوں کہ تو یہ چیز ضرور بیان کر۔ لہٰذا ضرار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرنا شروع کئے جنہیں سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رونے لگے، اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سابقہ سطور میں دونوں فریق کی جانب سے چند ایک چیزیں ذکر کی ہیں اور اس نوع کے واقعات مزید بھی تاریخ میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ تمام امور اس بات پر قرائن ہیں کہ ان ہر دو حضرات (حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما) کے درمیان جنگ و جدال جو وقتی طور پر پیش آئے وہ بنا بر عناد نہ تھے اور فساد انیت پر مبنی نہ تھے بلکہ اجتہادی فکر اور نظریاتی اختلاف کی بنا پر پیش آئے، یہ ہنگامی مسائل کے درجہ میں تھے اور ختم ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں شعر کہنے والوں کو انعامات:

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا جو کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدہ پڑھے گا تو میں اسے فی شعر ایک ہزار دینار دوں گا چنانچہ حاضرین شعراء نے اشعار پڑھے اور انعام لیا۔

عمرو بن عاص شاعر نے ایک قصیدہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں پڑھا، جس کا ایک شعر یہ تھا:

هو النبأُ العظيم وفُلكُ نوح
وباب الله وانقطع الخطاب

(نقائص الفنون از کتاب الناہیہ بحوالہ امیر معاویہ پر ایک نظر، ص ۵۶۔۵۷)

''حضرت علی بڑی خبر والے ہیں نوح علیہ السلام کی کشتی ہیں، اللہ کا دروازہ ہیں، ان کے بغیر اللہ سے کوئی کلام نہیں کرسکتا۔''

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شعر پر اُس کو سات ہزار دینار دیئے۔

حضرت معاویہ فضائلِ علی رضی اللہ عنہما سن کر رونے لگے:

حضرت ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی مجالس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و محاسن بیان کروایا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے حضرت ضرار الصدائی سے فرمایا کہ اے ضرار! مجھ سے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے اوصاف بیان کرو۔

انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! میں معذرت چاہتا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے باصرار فرمایا کہ تم ضرور ان کے اوصاف بیان کرو تو انہوں نے کہا کہ اگر ان کے اوصاف بیان کرنے ہی ہیں تو سنو!

"اللہ کی قسم! وہ بہت بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے، فیصلہ کن بات کہتے تھے اور عدل وانصاف سے فیصلہ کرتے تھے، ان کے گردو پیش علم کے چشمے پھوٹ پڑتے تھے اور ان کے اطراف و جوانب دانائی کے دریا رواں رہتے تھے۔"

فبکی معاویۃ وقال: رحم اللہ ابا الحسن کان واللہ کذالک

(الاستیعاب، جلد سوم)

"پس یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا: اللہ تعالیٰ ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"علی شیر تھے، چودھویں رات کے چاند تھے، علی رحمت خدا کی بارش تھے۔"

حاضرین میں سے کسی نے پوچھا:

"آپ افضل ہیں یا علی؟ تو آپ نے فرمایا:

"علی کے قدم ابوسفیان کی آل سے افضل ہیں۔"

حضرت امیر معاویہ کا فرمان، علی مجھ سے بڑے عالم ہیں:

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ مسند امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

”ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا تم یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔“

اس نے کہا: آپ ہی فرما دیجئے، مجھے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے یہ بہت بری بات کی کیا تو ان سے نفرت کرتا ہے؟ جن کی توقیر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے، ان کے کمال علم کی بناء پر اور جن کے بارے میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام مگر میرے بعد نبی نہیں اور جن علی کی عظمت علم کا یہ حال ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل درپیش ہوتا تو حضرت علی سے حل کرواتے تھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جا اور اس کا نام وظیفہ والے دفتر سے خارج کر دیا۔

(امیر معاویہ پر ایک نظر، ص ۸۵، از حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گریہ

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی کہ ان (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم) کو ان کے ایک شیعہ نے (جو بعد میں خارجی ہو گیا تھا) شہید کر دیا ہے تو بے اختیار رونے لگے، بیوی نے حیران ہو کر وجہ پوچھی تو کہنے لگے آج دنیا کا سب سے بڑا عالم شہید ہو گیا۔

(البدایہ والنہایہ، جلد رابع، جز ثامن، ص ۵۲۶)

صفین میں جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے کچھ زخمی افراد کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے احباب نے اسیر بنالیا پھر ان میں سے بعض کا جب انتقال ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ان لوگوں کے لئے غسل اور کفن و دفن کا انتظام کیا گیا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

قال عقبة بن علقمة الیشکری شهدت مع علی رضی الله عنه یوم صفین فاتی بخمسة عشر اسیرا من اصحاب معاویة رضی الله عنه فکان من مات منهم غسله و کفنه وصلی علیه

(تلخیص ابن عساکر، (ابن بدران) ج ا ص ۷۴، باب ماورد من اقوال المنصفین فی من قتل من اہل الشام بصفین)

”عقبہ بن علقمہ یشکری کہتے ہیں کہ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت میں سے پندرہ (۱۵) قیدی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے گئے، بعد میں ان زخمی قیدیوں میں سے جو شخص فوت ہو جاتا تو آپ اس کو غسل اور کفن دیتے اور اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا فرماتے۔“

مقتولین صفین جنتی ہیں:

(۱) سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ نعیم بن ابی منذر رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بزرگ ہیں اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں، ان کے چچا کہتے ہیں:

میں صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، نماز کا وقت ہوا تو ہم نے نماز کے لئے اذان کہی اور فریق مقابل نے بھی اپنی جگہ پر اذان دی۔ ہم نے جماعت کے لئے اقامت کہی اور انہوں نے بھی اقامت کہی پھر انہوں نے نماز ادا کی

اور ہم نے بھی نماز کی ادائیگی کی۔ نماز کے بعد ہم لوگوں کا حال یہ تھا کہ ہمارے اور ان کے درمیان مقتولین پڑے تھے، اس منظر کو دیکھ کر میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی:

ما تقول قتلانا وقتلاھم؟ فقال من قتل منا ومنھم یرید وجہ اللہ والدار الآخرۃ دخل الجنۃ

(سنن سعید بن منصور، ج ۳، ص ۳۴۷، قسم ثانی، روایت ۲۹۵۸)

"آپ ہمارے مقتولوں اور ان کے مقتولوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو لوگ ہمارے ہاتھوں قتل ہوئے یا اُن کے ہاتھوں قتل ہوئے، وہ اگر اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی چاہتے تھے تو وہ جنت میں ہیں۔"

(۲) اسی طرح کی ایک اور روایت کبار علماء نے نقل فرمائی ہے، اس میں بھی اسی مسئلہ کا بیان ہے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولیں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

قتلانا وقتلاھم فی الجنۃ

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۵، ص ۳۰۳، باب ما ذکر فی الصفین، روایت ۱۹۲۶)

"ہمارے مقتول اور ان کے مقتول سب جنتی ہیں۔"

مذکورہ بالا روایات میں واضح الفاظ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فریق مخالف کے مقتولین کو بھی جنتی قرار دے رہے ہیں، یہ اسی صورت ہو سکتا ہے جب انہوں نے مقتولین کو اپنے عمل میں ایک مجتہد کا مقلد قرار دیا ہو۔ گویا کہ حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک مجتہد قرار دے رہے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ان کی مخالفت اجتہادی خطا سے زیادہ کچھ نہیں۔

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

قال علی رضی اللہ عنہ قتلای و قتلی معاویة فی الجنة رواہ الطبرانی و رجالہ ثقوا

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج۱۵، ص ۳۰۳، مجمع الزوائد، ج۹، ص ۳۵۷)

آپ نے فرمایا: میری اور معاویہ کی جنگ میں قتل ہونے والے دونوں طرف کے لوگ جنتی ہیں، اسی لئے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان تمام مقتولین کا جنازہ بھی پڑھا تھا۔

(تاریخ کامل ابن اثیر، ج۳، ص ۲۵۴)

اے لوگو! معاویہ کی حکومت کو برا نہ کہو:

جنگ صفین کے بعد جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لاتکرھوا امارۃ معاویة واللہ لئن فقدتمرہ لکانّی انظر الی الرؤوس تندرعن کواھلھا کالحنظل

(ابن عساکر، ج ۲۴، ص ۴۰۱، البدایہ والنہایہ، ج۸، ص ۱۳۱)

"اے لوگو! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو برا نہ سمجھو، خدا کی قسم جب وہ نہیں ہوں گے تو سر کٹ کٹ کر اندرائن کے پھلوں (تمہ) کی طرح زمین پر گریں گے۔" (اس میں یزید بدبخت کی حکومت کی طرف اشارہ ہے۔)

(۳) اسی طرح کے ایک مضمون کی عبارت کو عامر شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

عبارت میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

قال الشعبی ھم اھل الجنۃ لقی بعضھم بعضا فلم یفر احد من احد

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۷، ص ۲۷۷، تحت آخر قصہ صفین)

''اہل صفین اہل جنت میں سے ہیں، ان کے بعض کا بعض سے قتال ہوا لیکن کسی ایک نے بھی دوسرے سے فرار نہیں کیا۔''

اور چونکہ ان کا قتال اخلاص پر مبنی تھا اور اس لئے یہ لوگ جنتی ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما زال بی ما رأیت من امر الناس فی الفتنۃ حتی انی لاتمنّٰی ان یزید اللہ عزوجل معاویۃ من عمری فی عمرہ

(الطبقات لأبی عروبۃ الحرّانی ص: ۴۱، وسندہ صحیح)

'' فتنے کے دَور میں لوگوں کے جو حالات میں دیکھتی رہی، ان میں ہمیشہ میری یہ تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ میری عمر، معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگا دے۔''

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر کے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو کچھ لوگوں نے بطور طعن کہا: یا مذل المومنین ''اے مومنوں کو رسوا کرنے والے!'' تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

لا تذهب الایام واللیالی حتی یملک معاویة

(البدایہ والنہایہ، (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۳۱، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

"دن رات نہیں گزریں گے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حکمران ہوں گے۔"

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حکمران ہونا ان حضرات کے نزدیک کوئی غلط بات نہ تھی، بلکہ بطور اعترافِ حقیقت یہ امارت وحکومت درست ہے اور قابل اعتراض نہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح:

جمع الحسن رضی اللہ عنہ روس اهل العراق فی هذا القصر قصر المدائن فقال: انکم قد بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمت و تحاربوا من حاربت، وانی قد بایعت معاویة فاسمعوا له واطیعوه

(کتاب المعرفہ والتاریخ (یعقوب بسوی) ج ۳، ص ۳۱۷، ۳۱۸، تحت الاعصر الاموری خلافت معاویہ بن ابی سفیان)

"حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عراق کے رؤساء کو مدائن کے ایک محل میں جمع کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ اس شرط پر بیعت کی تھی کہ جس سے میں صلح کروں گا تمہاری بھی اس سے صلح ہوگی اور جس میں سے محاربت اور قتال کروں گا تم بھی اس سے قتال کرو گے۔ میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے اس لئے تم ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔"

واما الخلافة معاویة فثابتة صحیحة بعد...خلع الحسن نفسه

عن الخلافۃ وتسلیمہا الی معاویۃ... فوجبت امامتہ بعقد الحسن لہ وسمی عامہ عام الجماعۃ

(شواہد الحق، ص ۴۰۷، فتح القدیر، ج ۵، ص ۴۶، مستدرک، ج ۳، ص ۱۷۳)

قال یاحسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسین قُم فبایع فقام فبایع

(رجال کشی، ص ۱۰۲)

صلح ہوئی اور صلح نامہ لکھا گیا۔ (کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۷۰) صالح الحسن بن علی معاویۃ (احتجاج مروج الذہب، ج ۲، ص ۴۳۱، مقتل ابی مخنف، ص ۲، ناسخ التواریخ، ج ۱، ص ۲۲۸، مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۳۴، طبرسی، ج ۲، ذ ۹، جلاء العیون، ج ۱، ص ۳۹۵، ۴۰۳) الحسن بن علی وقد بایع لمعاویۃ (مروج الذہب، ج ۳، ص ۷) فقال الحسین انا قد بایعنا وعاہدنا ولا سبیل الی نقض بیعتنا۔ (اخبار الطوال، ص ۲۲۰) پھر آپ نے بھرے مجمع میں کھڑے ہو کر بیعت معاویہ کا اعلان کیا اور لوگوں کو بھی اس طرف ترغیب دی اور فرمایا: جو میرا ماننے والا ہے وہ معاویہ کی بیعت کرے۔

(کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۷۱، مستدرک، ج ۳، ص ۱۷۵، البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۴۳)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بعض شر پسندوں نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف سے کچھ غلط باتیں پہنچائیں، آپ نے تحقیقی رقعہ لکھا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ میں تو آپ کی بیعت پر بالکل قائم ہوں، البتہ جو باتیں آپ تک پہنچی ہیں وہ شر پسندوں، انتشار پیدا کرنے والے لوگوں کی بکواس ہے۔

(مقتل ابی مخنف، ص ۶)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے، اگر وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے قتال نہ کرتے تو لوگوں کو اہل اسلام سے قتال کے مسائل کیسے معلوم ہوتے؟

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وما نقل فیما شجر بینهم واختلفوا فیه فمنهم ما هو باطل و کذب فلا یلتفت الیه وما کان صحیحا اوّلناه تاویلا حسنا لان الثناء علیهم من الله سابق وما نقل من الکلام الاحق محتمل للتأویل والمشکوك والمرحوم لا یبطل المحقق والمعلوم هذا وقال الشافعی تلك دماءٌ طهر الله ایدینا عنها فلا نلوث السنتنا بها

(شرح فقہ اکبر، ص ۸۶، شرح مواقف، ص ۷۴۵)

"حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے ان میں سے بہت سی باتیں تو وہ ہیں جو بالکل غلط اور جھوٹ ہیں، ایسی باتوں کو تو ویسے ہی نظر انداز کر دینا چاہئے اور جو چند باتیں صحیح ہیں ان کی ہم مناسب اور اچھی تاویل وتشریح کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں

حضور کے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

آخر میں امام شافعی کا ایک زریں قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ ایسے خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا تو ہم ان کے ساتھ اپنی زبانوں کو کیوں پراگندہ کریں۔ نیز مذکور ہے:

وما وقع من المخالفات والمحاربات بین علی ومعاویۃ لم یکن من نزاع فی خلافتہ بل عن خطاء فی الاجتھاد

(شرح عقائد، ص ۱۰۹)

''حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا تھا وہ خلافت وامارت کے بارہ میں نہیں تھا بلکہ وہ محض خطاء اجتہادی پر مبنی تھا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

مشاجرات صحابہ کرام کے مسئلہ میں حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

واتفق اھل السنۃ علی وجوب الکف عما شجر بینھم والامساك عن مساویھم واظھار فضائلھم ومحاسنھم و تسلیم امرھم الی اللہ عزوجلّ علی ما کان و جری من اختلاف علی وطلحہ والزبیر وعائشۃ ومعاویۃ رضی اللہ

عنهم علی ما قد منا بیانه واعطاء کل ذی فضل فضله...الخ

(غنیۃ الطالبین، ص ۱۴۰، (شیخ عبدالقادر جیلانی) تحت فصل ونعتقد اہل السنہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کے حق میں خاموشی اختیار کرنے اور ان کے عیوب ونقائص بیان کرنے سے رکنے پر ان کے فضائل ومحاسن کے اظہار پر اہل سنت والجماعت متفق ہیں، ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، جس طریقہ پر بھی پیش آیا۔

حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان جو اختلاف ہوا ان تمام چیزوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور ہر فضیلت والے کو اس کے موافق فضیلت دینا درکار ہے۔

میرے صحابہ کی میری وجہ سے مغفرت ہو جائے گی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

عن حذیفة بن یمان رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ یکون بین ناس من اصحابی فتنة یغفرها الله لهم لصحبتهم ایای یستن بهم فیها ناس بعدهم یدخلهم الله بها النار

(تفسیر احکام القرآن (قرطبی) ج ۷، ص ۳۹۱، تحت آیت واتقوا فتنہ لاتصیبن الذین ظلموا......الخ)

(مجمع الزوائد (ہیثمی) ج ۷، ص ۳۳۳۔۳۳۴، باب فیما کان فی الجمل والصفین وغیرہما)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ میں فتنہ ہوگا میری صحبت کی وجہ سے ان کی مغفرت ہو جائے گی، ان کے بعد کچھ لوگ فتنہ میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں ڈال دے گا۔"

خلاصہ کلام:

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جنگ جمل و جنگ صفین جیسے فتنوں میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مبتلا ہوئے احادیث کی روشنی میں ان کی مغفرت اور بخشش ہو جائے گی۔لیکن بعد والے لوگ جو اس طرح کی جنگ کھڑی کریں گے وہ دوزخ میں جائیں گے۔

ان ارشادات نبی کے پیش نظر اکابرین امت نے اہل اسلام کو مذکورہ ہدایات و نصائح فرمائے ہیں کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض اور جرح کرنے سے مکمل طور پر پرہیز کیا جائے کیونکہ ان کی مغفرت فرمادی گئی ہے۔

۱۔ تنازعات صحابہ کرام میں بطور نقد و تنقید حصہ لینے سے اکابرین امت نے منع فرمایا ہے اور خاموشی اختیار کرنے کی ہدایات کی ہیں اور ان کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

۲۔ ان کے ان معاملات میں حسن ظن رکھنے کا حکم ہے۔

۳۔ اسی چیز میں دنیا و عقبیٰ کی سلامتی مضمر ہے اور حفاظت دین و ایمان کے لئے اسلم اور محتاط طریقہ بھی یہی ہے۔

اس تمام گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین والوں کے بارے میں ہمارے عقائد سلف صالحین کے فرمودات کے مطابق ہونا ایمان کا لازمی تقاضا ہے اور ہمارے تاثرات ان کے خلاف نہیں ہونے چاہئیں اور جداگانہ رائے زنی سے اجتناب کرتے ہوئے ان حضرات کے بارے میں اپنی طرف سے تبصرہ و تجزیہ کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے،اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔

اہل صفین کے حق میں صالحین امت کے خواب:

اب ہم اہل صفین کے حق میں دوعدد خواب کی صورت میں بشارتیں نقل کرتے ہیں جو اس مسئلہ کی تائید میں ہیں۔

ابومیسرہ کا خواب:

تابعین میں ایک بزرگ عمرو بن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں جن کی کنیت ابومیسرہ تھی۔ یہ حضرت فاروق اعظم، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے شاگرد اور ثقہ راوی ہیں۔ آپ نہایت ہی راست گو اور قابل اعتماد شخصیت کے مالک تھے، اور جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حمایت میں قتال کیا۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

عن ابی وائل قال رای فی المنام ابو میسرہ عمرو بن شرجیل و کان افضل اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال رأیت کانی دخلتُ الجنۃ فرأیت باباً مضروبۃ فقلت لمن ھذہ؟ فقیل ھذا الذی الکلاع و حوشب و کانا ممن قتل مع معاویۃ رضی اللہ عنہ یوم صفین، قال قلت و ابن عمار و اصحابہ؟ قال امامك، قلت کیف وقد قتل بعضھم بعضاً؟ قال فقیل انھم لقوا اللہ فوجدوہ واسع المغفرۃ قال قلت فما فعل اھل النھر؟ قال فقیل لقوا برحاً

(ابن شیبہ، ج ۱۱، ص ۶۳، اصابہ، ج ۱)

''ابومیسرہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں اہل صفین کے بارے میں تردد اور پریشانی میں تھا اور ان دونوں فریق کے درمیان کوئی فیصلہ کن بات مجھے معلوم نہ ہو پا رہی تھی۔ اسی حالت میں مجھے ایک خواب میں دکھایا گیا کہ میں جنت میں داخل ہو کر اہل صفین کے پاس پہنچا ہوں وہ ایک سرسبز باغ میں ہیں اور وہاں نہریں جاری ہیں۔ پھر وہاں میں نے جنتیوں کے خیمے لگے ہوئے دیکھے، میں نے پوچھا کہ یہ خیمے کن کے ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ خیمے ذوالکلاع اور حوشب کے لئے ہیں، یہ دونوں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ صفین میں قتال کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے، اس کے بعد میں نے پوچھا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ ان کا مقام اور قیام آگے ہے، میں نے کہا یہ کیسے ہوا حالانکہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا؟ تو مجھے بتایا گیا کہ ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو واسع المغفرت پایا، لہٰذا اس نے ان سب کی مغفرت فرما دی۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کہ اہل نہروان کا کیا ہوا؟ تو اس کے متعلق جواب دیا گیا کہ وہ شدت اور سختی میں ڈال دیے گئے ہیں۔''

تجھے کس نے دخل اندازی کا حق دیا:

حضرت سیدنا ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا:

''میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا ہوں۔''

تو آپ نے فرمایا: کیوں؟

اس نے یہ وجہ بیان کی:

کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی، حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے سرزنش کرتے ہوئے فرمایا:

تیرا برا ہو! بے شک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رب رحیم ہے اور ان کا مدمقابل (یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نہایت کریم ہے، تو تیری کیا مجال کہ ان دونوں کے معاملے میں دخل اندازی کرے؟

(البدایہ والنہایہ، ستۃ ستین من الہجرۃ النبویۃ، ہذہ ترجمۃ معاویہ......الخ، ۵/ ۶۳۳)

فریقین میں سے ہر ایک جنتی ہے:

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

حضرت عمرو بن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں اور سامنے گنبد بنے ہوئے ہیں، میں نے کہا: یہ کس کے لئے ہیں؟ کہا گیا: کلاع اور حوشب کے لیے کہ وہ دونوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور دورانِ جنگ شہید ہو گئے تھے، میں نے کہا: عمار اور ان کے ساتھ کہاں ہیں؟ کہا گیا: تمہارے سامنے۔ میں نے کہا: انہوں نے تو ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ جواب ملا: جب وہ اللہ عزوجل سے ملے تو اسے بہت زیادہ بخشنے والا پایا۔ (یعنی ان کو معاف کر دیا گیا)

(حلیۃ الاولیاء، عمرو بن شرجیل، ۴/ ۱۵۶)، رقم: ۵۱۰۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے اکابر تابعین میں مشہور اور ثقہ اور قابل اعتماد شخصیت ہیں، ان کا خواب محدث ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ابن کثیر نے البدایہ میں ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے یہ تمام واقعہ نقل کیا ہے، اصل عبارت اس طرح ہے:

عن عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ فی المنام و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جالسان عندہ فسلمت علیہ وجلست، فبینما انا جالس اذا اتی بعلی ومعاویۃ رضی اللہ عنہما فادخلا بیتا واجیف الباب وانا انظر فما کان باسرع من ان خرج علی رضی اللہ عنہ وهو یقول قضی لی ورب الکعبۃ ثم ما کان باسرع ان خرج معاویۃ رضی اللہ عنہ وهو یقول غفر لی ورب الکعبۃ

(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۳۷۔ کتاب الروح (ابن قیم) ص ۳۱، تحت مسئلہ ثالثہ)

وہ لکھتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور دیکھتا ہوں کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ پھر ان دونوں کو ایک مکان میں داخل کر کے

دروازہ بند کر دیا گیا۔ میں اس منظر کو دیکھ رہا تھا، پھر جلد ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس مکان سے برآمد ہوئے اور کہنے لگے ''رب کعبہ کی قسم! اس معاملہ کا فیصلہ میرے حق میں کیا گیا ہے۔'' پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس مکان سے باہر آئے اور وہ یوں کہہ رہے تھے کہ ''رب کعبہ کی قسم! میرے لئے مغفرت فرما دی گئی۔''

ان بشارات سے یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شان کریمی سے صفین والے حضرات کے ساتھ عفو اور معافی کا معاملہ فرما دیا ہے اور ان کی باہمی آمیزشوں سے درگزر فرما کر مغفرت فرما دی ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں کو بھی ان کے حق میں حسن ظن رکھنا ضروری ہے اور ان کے متعلق بدگمانی اور سوءظن سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

وما وقع بینھم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل و تاویلات... لم ینقل عن السلف المجتھدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ (شرح عقائد، ص۱۱۶، شرح فقہ اکبر، ص۸۶) لا یجوز اللعن علی معاویۃ (حاشیہ شرح عقائد، ص۱۱۶)

''حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا تھا وہ ایک اجتہادی غلطی کی بنا پر تھا۔ لہٰذا اس کی تاویل کی جائے گی اور اس اختلاف کی بنا پر سلف مجتہدین اور علماء صالحین کے نزدیک جناب امیر معاویہ اور آپ کے لشکر رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے۔''

لان غایۃ امرھم البغی والخروج علی الامام عطف تفسیر وھوامیر المومنین علی رضی اللہ عنہ وھولا یوجب اللعن... بان معاویۃ رضی اللہ عنہ من کبار الصحابۃ ونجبائہم و مجتہدیہم ولوسلم انہ من صغارھم فلا شك فی انہ دخل فی عموم الاحادیث الصحیحۃ الواردۃ فی شریف الصحابۃ عنہم بل قد ورد فیہ بنصوصہ احادیث کقولہ علیہ الصلوۃ والسلام اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ، اللھم علم معاویۃ الحساب والکتاب وقہ العذاب... وکان السلف یغضبون من سبہ وطعنہ

(نبراس، شرح شرح عقائد، ص ۵۵۰)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے امیر المومنین جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی اور یہ بات لعنت کا باعث نہیں بن سکتی، کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ایک جلیل القدر صحابی اور نجیب ومجتہد تھے اور اگر بالفرض آپ کو ایک عام صحابی ہی مان لیا جائے تو پھر بھی صحیح احادیث مبارکہ میں صحابہ کرام کے جو فضائل ومناقب بیان ہوئے ہیں وہ تمام تو یقیناً آپ کو حاصل ہیں، بلکہ آپ کے متعلق تو خاص طور پر بھی احادیث مبارکہ موجود ہیں، مثلاً فرمان رسالت ہے۔ اے میرے اللہ! معاویہ کو حساب کتاب بھی سکھا دے اور اسے عذاب سے بھی محفوظ رکھنا۔'' اور سلف صالحین ایسے شخص پر بہت ناراض ہوتے تھے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہے یا آپ پر لعن طعن کرے۔''

فصالح قال الحسن البصری ولقد سمعت ابابکرۃ یقول رایت رسول اللہ ﷺ علی المنبر والحسن بن علی رضی اللہ عنہما الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین

(بخاری شریف، کتاب الصلح باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی ابنی ہذا......الخ)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ صلح نبی کریم ﷺ کی اس پیش گوئی کا مصداق ہے جو ابوبکرہ (نطیع بن حارث ثقفی) رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو مدینہ منورہ میں منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ کے پہلو میں منبر پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ دورانِ خطبہ کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتے اور کبھی ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے، دوران خطبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔

ثم استقل بہا لما صالح الحسن و نزل لہ الحسن عنہا باختیارہ ورضاہ بل مع کثرۃ اتباعہ واعوانہ

(تطہیر الجنان، ص ۱۷)

''جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ برضاء ورغبت اپنے بہت سارے خدام کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور اپنی خلافت ان کو لکھ کر دے

دی تو اس وقت آپ کی خلافت صحیح ہوگئی۔‘‘

ان معاویۃ مجتهد توفرت فیه شروط الاجتهاد الموجبة... سواء خالفة فی اجتهاد وهو واضح ام وافقة لان کلا انما اخذ ما قاله من الدلیل لا غیر (تطهیر الجنان، ص١٩) ان معاویة لاجل اجتهاده وان اخطأ فیه کما هو شأن سائر المجتهدین بنصّ الحدیث ومن اجتهد وا خطأ فله اجر ما جور هو و اتباعه المقلدون له والموافقون له فی الاجتهادات لان کثیرا من الصحابة وفقهاء التابعین کانوا موافقین له فی اعتقاده...لم یکن عن حسد لعلی ولا عن طعن ماشاء اللّٰه من ذالك...فلذا اثیب هو واتباعه وان کان الحق مع علی واتباعه وتأمل کون علی کرم اللّٰه وجهه مع اعتقاده حقیقة ما هو علیه وبطلان ما علیه معاویة حکم مع ذالك باثابة معاویة واتباعه وانهم کلهم فی الجنة (تطهیر الجنان، ص٢٠)

چونکہ آپ مجتہد مطلق تھے اور آپ میں مجتہد مطلق وافر شرائط موجود تھیں، لہٰذا آپ پر اس بات سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ کا اجتہاد موافق ہو یا مخالف۔ کیونکہ آپ جو بھی اجتہاد فرمائیں گے کسی نہ کسی دلیل ہی سے فرمائیں گے، بلا دلیل تو نہیں فرمائیں گے اور جیسا کہ مجتہدین کے متعلق حدیث شریف میں ہے کہ اگر ان سے اجتہاد میں خطا واقع ہو جائے تو انہیں ایک ثواب ملے گا اور ان کے اس اجتہاد میں جو لوگ ان کی پیروی کریں گے ان کو بھی اجر ملے گا۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ

عنہ کے ساتھ اس اختلاف میں کافی صحابہ کرام تابعین فقہاء عظام آپ کے ہم نوا تھے، یہ سب کچھ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت کی وجہ سے نہیں تھا، صحابہ کرام عداوت سے پاک تھے لہٰذا ان کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو ثواب ہی ملے گا، اگرچہ اس بات میں حضرت علی حق پر تھے اور جناب علی المرتضیٰ کے فرمان کے مطابق دونوں طرف کے شہید جنتی ہیں۔''

صلح کا اعلان:

عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب آپ لوگوں کو اس صلح کی اطلاع دے دیجئے، تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر ان الفاظ میں خطبہ ارشاد فرمایا:

قال الشعبی: فسمعتہ علی المنبر حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال امابعد فان اکیس الکیس التقی، وان اعجز العجز والفجور، وان ھذا الامر الذی اختلفت فیہ انا ومعاویۃ حتی کان لی فترکتہ لمعاویۃ او حق کان لامرائ احق بہ منی وانما فعلت ھذا لحقن دماء کم وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۱، ص ۱۴۲، تحت کتاب الامراء روایت، ۱۰۴۷)

''شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سنا، انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور اس کے بعد فرمایا:

سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے، اور سب سے

زیادہ عاجز وہ شخص ہے جو فاجر ہے۔ یہ معاملہ جس میں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اور ہم نے اختلاف کیا، یا تو میرا حق تھا جسے میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے چھوڑ دیا اور یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے زیادہ حق دار ہیں، دونوں صورتوں میں میں نے لوگوں کو خونریزی سے بچانے کی خاطر یہ راستہ اختیار کیا ہے۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ فتح الباری میں ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

قال ابن بطال سلم الحسن رضی اللہ عنہ لمعاویۃ رضی اللہ عنہ الامر وبایعہ علی اقامۃ کتاب اللہ وسنۃ نبیہ ودخل معاویۃ رضی اللہ عنہ الکوفۃ وبایعہ الناس فسمیت سنۃ الجماعۃ لاجتماع الناس وانقطاع الحرب وبایع معاویۃ رضی اللہ عنہ کل من کان معتزلا للقتال کابن عمر وسعد بن ابی وقاص ومحمد بن مسلمہ

(فتح الباری شرح بخاری، ج ۱۳، ص ۵۳، تحت قولہ سار الحسن بن علی الی معاویہ بالکتائب......الخ)

''خلافت کا معاملہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت نبوی پر عمل درآمد کرنے کی شرط لگا کر بیعت بھی کر لی۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں داخل ہوئے اور عام لوگوں نے بھی ان سے بیعت خلافت کی۔ لوگوں کا ایک شخصیت پر جمع ہونے اور باہمی قتال کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اس سال کا نام عام الجماعہ رکھا گیا۔ اور جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے دونوں متحارب

جماعتوں کے باہم قتال سے کنارہ کش تھے، مثلاً عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہم، ان لوگوں نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور ان پر رضا مند ہو گئے اور کلمۂ اسلام پر اتفاق و اجتماع ہو گیا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اقوال:

اکابر علماء نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ملکی نظم و نسق کے بارے میں فرماتے تھے:

ما رأيت احدا كان اخلق للملك من معاوية

(تاریخ الکبیر (امام بخاری) ج ۴، ص ۳۲۷، باب تذکرہ معاویہ)

''ملکی معاملات چلانے میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ مناسب حکمران میں نے نہیں دیکھا۔''

ایک اور روایت میں ہے:

ما رأيت احدا كان احق بالملك من معاوية

''معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حکمرانی کا حقدار میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو اس وقت ان کے حق میں آپ نے اظہار افسوس کرتے ہوئے ان مقام بیان فرمایا اور تاثرات ظاہر کئے:

اما واللہ ما كان مثل من قبله ولا ياتی بعده مثله

''اللہ کی قسم! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے سے پہلے خلفاء کے مثل تو نہیں تھے لیکن آپ کے بعد ان جیسا کوئی نہیں آئے گا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے بازار میں چلتے ہوئے فرمایا: تمہارے لئے افسوس ہے، معاویہ رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہو جاؤ، میرے اللہ! مجھے بچوں کی امارت سے بچانا۔

(مختصر تاریخ دمشق: ۲۵/۲۹، اثر العلماء، ص ۸۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیادت و حکمرانی کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ:

ما رأیت احدا بعد رسول اللہ ﷺ اسود من معاویۃ

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ سرداری کے قابل نہیں دیکھا۔''

کسی نے کہا کہ سابق خلفاء سے بھی یہ بہترین حکمرانی کرتے ہیں؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ سابق خلفاء امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فضیلت والے تھے لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہترین حکمران تھے۔

ومنها ان ابن عمر قال: ما رأیت احدا من الناس بعد رسول اللہ ﷺ اسود من معاویۃ، وهذه شهادة من هذا الامام الجليل بأن معاوية بلغ من السودد والسيادة غايتها، وأنه جمع صفات الكمال لتوقف ذالك عليها وهى الحلم والعلم

والکرم وکان معاویۃ بالغا فی کل من ھذہ الثلاثۃ مبلغا عظیما

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ صاحب سیادت شخص نہیں دیکھا۔اور یہ ایک بزرگ امام کی طرف سے اس بات پر شہادت تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیادت کی انتہاء کو پہنچ گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ میں کمال کی تمام صفات موجود تھیں کیونکہ سیادت ان صفات پر ہی منحصر ہوتی ہے اور ان خوبیوں میں حلم، علم اور کرم ضروری ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان تینوں میں بہت ہی عظیم مقام پر فائز تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور نیکی تمام لوگوں پر عام تھی:

ومنھا ما جاء عن الاعمش بسند فیہ ضعف انہ قال لو رأیتم لمعاویۃ تستدعی مدحا علیا لمعاویۃ و ثناء جلیلا علیہ واخبارا بأنہ کان ماشیا فی جمیع امورہ علی الحق المزید بحسب ما اداہ الیہ اجتہادہ وأنہ عم الناس برہ ونوالہ کما ان المھدی کذلک فی جمیع ھذہ الامور

(تطہیر الجنان، ص ۴۱۱)

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی ہے جس کی سند میں اگرچہ تھوڑا سا ضعف ہے اور وہ روایت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو تو ضرور بالضرور تم کہو گے کہ یہی مہدی ہیں۔

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کبار تابعین میں سے ہیں اور آپ کا شمار جید علماء میں

ہوتا ہے، اُن کا اس بات کی گواہی دینا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے عظیم مدح اور ثنائے جلیل کا تقاضہ کرنا ہے اور اس بات کی خبر دینا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تمام معاملات یں حق مزید پر ہی عمل کرتے تھے جس کی جانب آپ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد کی وجہ سے مائل ہوتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی نیکی اور سخاوت تمام لوگوں پر عام تھی جیسا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ان اوصاف پر ہوں گے۔

حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مار أیت رجلا اثقل حلما ولا ابطا جهلا ولا ابعد اناة منه

(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۳۵، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

''میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حوصلہ مند، جہالت سے دور، بردبار شخص نہیں دیکھا۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا قول:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انصاف اور عوام کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں فرماتے ہیں:

مار أیت بعد عثمان اقضی بحق من صاحب هذا الباب

(تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ) ج ۱۶، ص ۷۲۴، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

''میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق ادا کرنے والا اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔''

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تقویٰ اور حسنِ نماز کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال ما رأیت احدا اشبہ صلوۃ برسول اللہ ﷺ من امامکم ھذا یعنی معاویۃ رضی اللہ عنہ

''میں نے تمہارے اس حکمران یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کی نماز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے مشابہ نہیں دیکھا۔''

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ بسند ہ رجالہ رجال الصحیح الّا واحدا منھم فثقۃ انہ قال: ما رأیت احدا بعد رسول اللہ ﷺ أشبہ صلاۃ برسول اللہ ﷺ من امیرکم ھذا یعنی معاویۃ۔

فتأمل شھادۃ ھذا الصحابی الجلیل بھذہ المنقبۃ العظیمۃ لمعاویۃ رضی اللہ عنہ وانھما تدل علی عظیم فقھہ واحتیاطہ وتحریہ لما کان علیہ ﷺ لا سیما فی الصلاۃ التی ھی افضل العبادات البدنیۃ وأقرب الوصلات الرحمانیۃ۔

(مجمع الزوائد، جلد ۹ ص ۳۵۷، باب ما جاء فی معاویۃ بن ابی سفیان)

''آپ کے فضائل میں یہ روایت بھی ہے جو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کے تمام راوی حدیثِ صحیح کے راوی ہیں سوائے ایک کے، اور وہ ایک بھی ثقہ ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

تمہارے اس امیر کے علاوہ کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے مشابہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ۔ پس اتنے جلیل القدر صحابی کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس عظیم منقبت کی شہادت میں غور کرو یہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت فقاہت پر آپ رضی اللہ عنہ کے احتیاط پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات مبارکہ پر توجہ رکھنے پر دلالت کرتی ہے بالخصوص نماز جیسی عبادت جسے بدنی عبادات میں سب سے افضل کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے میں سب سے قریبی ذریعہ ہے۔"

(تطہیر الجنان، ص ۴۰۷، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کا قول:

عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حمص کے والی تھے، وقتی تقاضوں کے تحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے ان کی جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کیا تو اس وقت لوگ کہنے لگے کہ عمیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے معاویہ رضی اللہ عنہ کو والی بنا دیا گیا ہے، اس موقع پر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

لاتذکروا معاویۃ الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: اللھم اھدہ

(ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما، ج ۵، ص ۴۵۵، رقم الحدیث: ۳۸۶۹، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

''خیر کے سوا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہ کرو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ: ''اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت یافتہ بنا۔''

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

من مات محبا لابی بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم و شھد للعشرۃ بالجنۃ ویرحم علی معاویۃ رضی اللہ عنہ کان حقا علی اللہ ان لا یناقشہ الحساب

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۳۹، تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

ہر وہ شخص جو خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی گواہی دے اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے حق میں رحمہ اللہ کہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص سے حساب کتاب کا مناقشہ نہیں فرمائے گا اور محاسبہ سے درگزر فرمائے گا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں امام سعید بن مسیب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

قال ابن وھب عن مالك عن الزھری قال: سألت سعید بن المسیب عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی: اسمع یا زھری من مات محبا لأبی بکر و عمر و عثمان و علی و شھد للعشرۃ

بالجنة و ترحم على معاوية كان حقا على الله ان لا يناقشه الحساب

اے زہری! سنو، جو شخص ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم سے محبت کرے، عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کی شہادت دے، معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعا کرے، اللہ تعالیٰ کے لئے حق ہے کہ اس سے حساب کتاب نہ لے۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۳۹)

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

قال كعب لن يملك احد من هذه الامة ما ملك معاوية رضی الله عنه

(انساب الاشراف (بلاذری) ج ۴، ص ۱۰۰، قسم اول، ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

''جس طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکمرانی کی ہے اس درجہ میں اس امت میں سے کسی نے حکمرانی نہیں کی ہوگی، یعنی سلیقہ حکمرانی میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی حقانیت اور صداقت کے متعلق امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تجزیہ اور تبصرہ پیش خدمت ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ میں اسے بالفاظ ذیل نقل کیا ہے:

قد قال ابوزرعة الدمشقی رحمة الله علیه عن دحیم عن الولید عن الاوزاعی رحمة الله علیه قال ادرکت خلافة معاویة رضی الله عنه عدة من الصحابة منهم اسامة وسعد و

جابر وابن عمر وزید بن ثابت ومسلمۃ بن مخلد وابو سعید و رافع بن خدیج وابو امامۃ وانس بن مالک رضی اللہ عنہم و رجال اکثر و اطیب ممن سمینا باضعاف مضاعفۃ کانوا مصابیح الھدی واوعیۃ العلم حضروا من الکتاب تنزیلہ، ومن الدین جدیدہ وعرفوا من الاسلام مالم یعرفہ غیرھم واخذوا عن رسول اللہ ﷺ تاویل القرآن ومن التابعین لھم باحسان ماشاء اللہ منھم المسور بن مخرمۃ وعبد الرحمن بن الاسود بن عبد یغوث و سعید بن المسیب و عبد اللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیھم وفی اشباہ لھم لم ینزعوا یدا من جماعۃ من جمعہ فی امۃ محمد ﷺ

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۳۳، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

''امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک گروہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو پایا۔ ان میں سعد، اسامہ، جابر، زید بن ثابت، ابن عمر، ابوسعید، رافع بن خدیج، ابوامامہ، مسلمہ بن مخلد، انس بن مالک رضی اللہ عنہم اوران مذکورہ افراد سے بھی بہت زیادہ صحابہ کرام موجود تھے۔

یہ لوگ اپنے دور میں ہدایت کے چراغ اور علم کا منبع تھے، اللہ کی کتاب کے نزول کے وقت حاضر تھے اور دین اسلام کے متعلق ایسی پہچان اور فہم رکھتے تھے جو دوسروں کو حاصل نہیں اور قرآن مجید کے معانی و مفاہیم انہوں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست حاصل کئے۔

اور احسان کے ساتھ تابعداری کرنے والے تابعین میں سے بہت سے لوگ اس دور میں موجود تھے۔ ان میں سے عبدالرحمن بن اسود، مسور بن مخرمہ، سعید بن مسیب، عبداللہ بن محیریز اور دیگر اکابر ہیں۔

امت محمدیہ کی اس جماعت میں سے کسی شخص نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت وفرمانبرداری سے ہاتھ نہیں کھینچا اور جماعت وحدت سے جدا نہیں ہوئے۔''

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات سے واضح ہوا کہ امت کے اکابر صحابہ کرام اور تابعین کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت درست تھی اور آپ برحق خلیفہ وامیر تھے یعنی ان کی جابرانہ اور ظالمانہ حکومت نہیں تھی اور نہ وہ از خود غالب خلیفہ بنے ہوئے تھے، ورنہ اس دور کے مذکورہ اکابر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے بلکہ ان کے خلاف آواز حق اٹھاتے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان نے بہت سے شکوک وشبہات کا ازالہ کر دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ للہ علیہ نے فرمایا:

ما اقول فی رجل قال رسول اللہ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ فقال معاویۃ رضی اللہ عنہ من خلفہ ربنا لک الحمد

(البدایہ والنہایہ، (ابن کثیر)، ج ۸، ص ۱۳۹، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

"میں ایسی شخصیت کے حق میں کیا کچھ کہہ سکتا ہوں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازوں میں سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دورانِ اقتداء ربنا لک الحمد کے کلمات ادا فرماتے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

تراب فی انف معاویۃ رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ ﷺ خیر و افضل من عمر بن عبد العزیز

(تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ، ج ۱۶، ص ۶۴۷، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ناک کو جو مٹی لگی وہ بھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے افضل ہے۔"

اور کچھ دوسری روایات میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:

فقال واللہ للغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ ﷺ خیر من مائۃ واحد مثل ابن عبد العزیز یرید بذالک ان شرف الصحبۃ والرؤیۃ لرسول اللہ ﷺ وحلول نظرۃ الکریم لا یعادلہ عمل ولا یوازیہ شرف

(الفتاویٰ الحدیثیہ (ابن حجر ہیثمی) ص ۳۰۵، تحت مطلب فی قول ابن مبارک)

"اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو گرد و غبار داخل ہوئی وہ بھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے سو افراد سے بہتر و افضل ہے۔''

''عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی زیارت کے شرف اور بزرگی کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ کیونکہ مقامِ صحابیت ایسا مقام اور مرتبہ ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو اس واقعہ سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ جب ان کے دورِ خلافت میں بعض لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو بطور سزا کوڑے مارنے کا حکم جاری فرمایا۔

عن ابراهیم بن میسرہ قال ما رأیت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ضرب احدا فی خلافتہ غیر رجل واحد تناول من معاویۃ فضربہ ثلاثۃ اسواط

(طبقات ابن سعد، ج۵، ص ۲۸۳، تحت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو اپنے دورِ حکومت میں کوڑے لگوائے ہوں مگر آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف طعن و تشنیع کرنے والے لوگوں کو کوڑے لگوائے۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے والے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ومن شتم اصحابہ ادب وقال ایضا من شتم احدا من اصحاب النبی ﷺ ابابکر اوعمر اوعثمان اومعاویۃ اوعمرو بن العاص رضی اللہ عنہم فان قال کانوا فی ضلال قتل وان شتم بغیر ھذا من مشاتمۃ الناس نکل نکالا شدیدا

(رسائل ابن عابدین شامی، ج۱،ص ۳۵۸، تحت باب ثانی فی حکم ساب احد من الصحابہ)

''جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی گلوچ دے تو اس کی تادیب کی جائے، نیز فرمایا کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی ایک صحابی حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ یا عمرو بن عاص وغیرہم رضی اللہ عنہم کے حق میں کہے کہ یہ حضرات گمراہی پر تھے تو اسے قتل کیا جائے لیکن اگر اس لفظ کے بغیر عام لوگوں کی عادت کی طرح سب وشتم کرے تو اس کو سخت سزا دی جائے۔''

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

مشہور امام سلیمان بن مہران الاعمش کی مجلس میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عدل وانصاف کا تذکرہ ہوا تو امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کیف لو ادرکتم معاویۃ؟ قالوا فی حلمہ؟ قال: لا واللہ بل فی عدلہ

(منہاج السنۃ، ج۳،ص ۱۸۵، تحت السبب السابع)

"تم کیا شان عمل دیکھتے، اگر تم معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور پاتے؟ لوگوں نے عرض کی: ان کی بردباری کے متعلق؟ فرمایا: نہیں! بلکہ ان کے عدل وانصاف کے بارے میں۔"

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے صرف بردباری میں ہی نہیں بلکہ عدل و انصاف میں بھی بڑھ کر تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

عن ابی عبدالرحمن النسائی انہ سئل عن معاویۃ بن ابی سفیان صاحب رسول اللہ ﷺ فقال انما الاسلام کدار لھا باب فباب الاسلام الصحابۃ فمن آذی الصحابۃ انما أراد الاسلام کمن نقر الباب انما یرید دخول الباب قال: فمن اراد معاویۃ فانما اراد الصحابۃ

(تاریخ دمشق، ج ۷۱، ص ۱۷۴، تہذیب الکمال، ج ۱، ص ۳۴۰)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں تو امام صاحب نے جواب دیا کہ اسلام ایک عمارت کی طرح ہے جس کا ایک دروازہ ہے اور اسلام کا دروازہ صحابہ ہیں، پس جس نے صحابہ کو تکلیف دی اس نے اسلام کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کیا، جس طرح کوئی دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ گھر میں گھسنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ کہنے کا اراہ کیا تو اس نے تمام صحابہ کا ارادہ کیا۔"

ابو توبہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ابو توبہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

یقول معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ستر اصحاب رسول اللہ ﷺ فاذا کشف الرجل الستر اجتری علی ماوراہ

(تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) ج ا،ص ۲۰۹،تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

''حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک پردہ کے مانند ہیں، اگر کوئی شخص پردہ کو کھول دے تو پھر وہ ہر چیز پر جرأت کر سکے گا۔''

ابو مسعود معافی بن عمران ازدی موصلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

سئل المعافی بن عمران ایہما افضل؟ معاویة او عمر بن عبد العزیز؟ فغضب وقال لسائل: اتجعل رجلا من الصحابہ مثل رجل من التابعین؟ معاویة صاحبہ وصہرہ کتابہ وامینہ علی وحی اللہ وقال رسول اللہ ﷺ دعوا لی اصحابی و اصہاری فمن سبہم فعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین

(ابن عساکر، ج ۱۶،ص ۴۶۷، تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) ج ا،ص ۲۰۹،تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

معافی بن عمران رحمۃ اللہ علیہ سے جب سوال کیا گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ؟ تو آپ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھنے والے سے فرمایا کہ تو ایک صحابی کو تابعی کے برابر قرار دیتا ہے؟ پھر فرمایا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تو صحابی ہیں، کاتب ہیں اور وحی الٰہی پر آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب اور سسرال کو میرے لئے چھوڑ دو، جو شخص ان کو سب وشتم کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے:

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت معافی بن عمران رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یوم من معاویۃ افضل من عمر بن عبد العزیز عمرہ

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک دن عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی سے افضل ہے۔''

فضل بن عنبسہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

نا عیسی بن خلیفۃ الحذاء قال کان الفضل بن عنبسہ جالسا عندی فی الحانوت فسئل معاویۃ افضل ام عمر بن عبد العزیز؟ فعجب من ذالک وقال سبحان اللہ! اجعل من رای رسول اللہ ﷺ کمن لم یرا ہ قالھا ثلاثاً

(تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ) ج ۱۶ ص ۷۴۶، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

''فضل بن عنبسہ رحمۃ اللہ علیہ سے عیسیٰ بن خلیفہ الحذاء نے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز میں سے افضل کون ہے؟ فضل بن عنبسہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: سبحان اللہ! کیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے شخص کو ایسے شخص کے برابر کر دوں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کی، یہ جملہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد میمونی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک بار امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

ما لهم ولمعاوية نسئل الله العافية وقال يا ابا الحسن اذا رأيت احدا يذكر اصحاب رسول الله ﷺ بسوء فاتهمه على الاسلام

(الصارم المسلول (ابن تیمیہ) ص ۵۷۳، تحت فصل فی حکم سب اصحابہ ﷺ وسب اہل بیتہ)

"لوگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا ہو گیا ہے؟ ان کی برائی ذکر کرنے لگے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ہیں کہ پھر مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوالحسن! جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اصحابِ رسول میں سے کسی کی برائی بیان کرتا ہے تو اس کے اسلام میں شک کا اظہار کرو۔"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال ابن هانئ: وسئل (يعني أبا عبد الله احمد بن حنبل) عن الذي يشتم معاوية أيصلي خلفه، قال: لا يصلي خلفه ولا كرامة (سؤالاته: ۲۹۶)

"ابن ہانی نے کہا میں نے امام احمد سے پوچھا کیا اس کے پیچھے نماز پڑھ لوں جو معاویہ کو گالی دے؟ کہا اس کے پیچھے نماز مت پڑھو نہ اس کی عزت کرو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے جو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتا ہے، تو آپ نے فرمایا:

لاتجالسہ ولاتؤاکلہ ولاتشاربہ واذامرض فلاتعدہ

''نہ اس کے ساتھ بیٹھو، نہ اس سے مل کر کھاؤ پیو اور جب بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت نہ کرو۔''

(الذیل علی طبقات الحنابلۃ لابن رجب، ج ۱، ص ۱۳۳)

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خود سن رہا تھا امام معافی بن عمران رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ تو انہوں نے جواب دیا:

کان معاویۃ افضل من ستمائۃ مثل عمر بن عبدالعزیز

(السنۃ للخلال، ص ۴۴۵)

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے چھ سو بزرگوں سے بھی افضل اور بہتر ہیں۔''

ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

علامہ ابوالشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''کتاب التمہید'' میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شان کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

انا نقول ان معاویۃ رضی اللہ عنہ کان عالما من غیر فسق و کانت فیہ الدیانۃ ولو لم یکن متدینا لکان لا یجوز الصلح معہ فلم یوجد منہ سوای البغی ثم علی رضی اللہ عنہ صالح معہ لان فی بغیہ ما جار المسلمین و کان یدعی الحق و کان عادلا فیما بین الناس ثم بعد علی رضی اللہ عنہ کان اماما علی

الحق عادلا فی دین اللہ و عمل الناس

(کتاب التمہید (ابوشکور سالمی) ص ۱۶۹، تحت القول الثامی فی قتل الحسین رضی اللہ عنہ)

''ہم کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دین و شریعت کے عالم تھے، ان میں فسق نہیں تھا بلکہ ان میں کامل دیانت تھی اور اگر بالفرض معاویہ رضی اللہ عنہ متدین نہ ہوتے تو ان کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کا صلح کرنا جائز اور درست نہ ہوتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں بغاوت کے علاوہ کوئی قابل گرفت چیز نہیں پائی گئی؟ کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے مصالحت کر لی تھی کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کے دور میں کسی مسلمان پر ظلم روا نہیں رکھا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق کے داعی تھے اور لوگوں کے درمیان انصاف کرنے والے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد امام برحق تھے، اللہ تعالیٰ کے دین میں عادل تھے اور لوگوں کے معاملات میں منصف تھے۔''

اتنے بڑے عقائد کا امام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں تو آج کل دو تین رسائل پڑھنے والوں کو کیا ہو گیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں طعن و تشنیع کرتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف لطیف ''کیمیائے سعادت'' میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نجات اور مغفرت کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا خواب ذکر کیا ہے، یہ خواب اپنی کتاب میں ذکر

کرنے سے آپ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حسن ظن بخوبی واضح ہو جاتا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خواب حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں یہاں نقل کرتے ہیں:

''عمر بن عبدالعزیز میگوید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را بخواب دیدم با او ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نشستہ چوں با ایشاں نشستم ناگاہ علی و معاویہ رضی اللہ عنہما را بیاوردند و در خانہ فرستادند و در بہ بستند۔ در وقت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را دیدم کہ بیرون آمد و گفت ''قضی لی ورب الکعبۃ'' یعنی حق مرا نہادند پس بزودی معاویہ رضی اللہ عنہ کہ بیروں آمد وگفت ''غفر لی ورب الکعبۃ'' مرا نیز عفو کردند و بیامرزیدند۔''

(کیمیائے سعادت، ص ۸۸۰)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''غنیۃ الطالبین'' اپنا نظریہ بیان کرتے ہیں:

اما خلافة معاوية بن ابی سفيان رضی الله عنهما فثابتة صحيحة بعد موت علی رضی الله عنه وبعد خلع الحسن بن علی رضی الله عنهما نفسه عن الخلافة وتسليمها الی معاوية رضی الله عنه لرای راه الحسن رضی الله عنه ومصلحة عامة تحققت له وهی حقن دماء المسلمين وتحقق قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحسن ابنی هذا سيد يصلح الله تعالی به بين فئتين عظيمتين فوجبت امامته بعقد الحسن رضی الله عنه له فسمی عامة

الجماعۃ لارتفاع الخلاف بین الجمیع واتباع الکل لمعاویۃ لانہ لم یکن ھناک منازع ثالث فی الخلافۃ

(غنیۃ الطالبین (شیخ عبدالقادر جیلانی) مترجمہ ص ۱۳۸، ۱۳۹، فصل ویعتقد اہل السنۃ)

''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دست برداری اور امرِ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق، ثابت اور صحیح ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مصلحت عامہ کے پیش نظر کہ مسلمانوں کے درمیان خون ریزی نہ ہو، خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ فرمان کہ ''اللہ تعالیٰ میرے اس فرزند کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا'' صحیح ثابت ہوا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے عہد و پیمان کر لینے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت میں نزاع (یعنی جھگڑا) ختم ہو جانے کی وجہ سے اس پورے سال کا نام ''عام الجماعۃ'' رکھا گیا، اس وقت کوئی تیسرا شخص خلافت کا مدعی نہیں تھا، لہٰذا تمام حضرات نے اس مسئلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کر لی۔''

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

مولانا روم نے اپنی مشہورِ زمانہ مثنوی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ابلیس کا نماز کے لئے جگانے کا طویل مکالمہ ذکر کیا ہے اور اس پر کم وبیش 12 عدد عنوانات قائم کئے ہیں۔ اس طویل مکالمے کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

محو استراحت تھے، نماز باجماعت کا وقت ہو چکا تھا، ابلیس نے آکر آپ کو بیدار کیا اور کہا کہ نماز باجماعت میں شرکت کرو، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تو نے مجھے کیوں بیدار کیا ہے؟ تیرا کام تو عبادت سے لوگوں روکنا ہے۔ ابلیس نے پہلے تو اصل بات بتانے سے گریز کیا مگر آپ رضی اللہ عنہ کے اصرار پر اس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ آپ سے نماز باجماعت چھوٹ جاتی تو آپ اس کوتاہی پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رویا کرتے اور عاجزی وانکساری سے اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے درجات بلند ہوتے ہیں، اس لئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ آپ جماعت میں شامل ہو جائیں تا کہ بصورت دیگر ہونے والی بلندیٔ درجات سے محروم ہو جائیں۔ مثنوی شریف کے اشعار اس طرح ہیں:

مثنوی شریف کے اشعار:

در خبر آمد کہ آں معاویہ
خفتہ بد در قصر در یک زاویہ

(بعض نسخوں میں یہ ان الفاظ میں ہے)

در خبر آمد کہ خال موموناں
بود اندر قصر خود خفتہ شباں
قصر را از اندروں در بستہ بود
کز زیارت ہائے مردم خستہ بود
ناگہاں مردے اُو را بیدار کرد
چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مرد

(مزید چند اشعار کے بعد مولانا روم لکھتے ہیں)

گفت ھی تو کیستی نام تو چیست
گفت نامم فاش ابلیس شقیست
گفت بیدارم چرا کردی بجد
راست گو بامن مگو بر عکس و ضد
گفت ہنگام نماز آخر رسید
سوئے مسجد زود مے باید دوید
گفت نی نی این غرض نبود ترا
کہ بخیری رہنما باشی مرا
گفت امیر اے رہزن حجت مگو
مر ترا رہ نیست در من رہ مجو
اے ابلیس خلق سوز فتنہ جو
بر چہم بیدار کردی راست گو
اے سگ ملعوں جواب من بگو
راست گو و در دروغ راہ مجو
تا رسی اندر جماعت در نماز
از پے پیغمبر دولت فراز
گر نماز از وقت رفتے مر ترا
ایں جہاں تاریخ گشتے بے ضیا
از غبین و درد رفتے اشکہا

از دو چشم تو مثال مشکہا
گر نماز فوت مے شد آں زماں
مے زدی از درد دل آہ فغاں
آں تاسف و آں فغاں و آں نیاز
در گزشتے از دو صد ذکر و نماز
من ترا بیدار کردم از نہیب
تا نسوزاند چناں آہے حجیب
تا چناں آہے نباشد مر ترا
تا بداں راہے نباشد مر ترا
من حسودم از حسد کردم چنیں
من عدوم کار من مکرست و کیں
گفت اکنوں راست گفتی صادقی
از تو ایں آید تو ایں را لائقی

(مثنوی مولانا روم، ص ۶۵۔۶۶، دفتر دوم)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ میں اپنی عادت کے مطابق بہت سی تمثیلات ملا کر نہایت مفصل ذکر کیا ہے اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دینی مقام اور اخلاص فی الصلوۃ اور استقلال فی العبادۃ بہت واضح ہو جاتا ہے۔ آپ خلافت و امارت کے مشاغل کے باوجود اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں مشغول و مصروف رہتے تھے، اس میں کمی اور غفلت نہیں پائی جاتی تھی حتی کہ شیطان بھی اس

مسئلہ میں ان کو اپنے مکروفریب میں نہ پھنسا سکا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے انہیں شیطان کے فریب سے محفوظ فرمالیا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف شرح صحیح مسلم شریف میں باب فضائل صحابہ کی ابتداء میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں درج ذیل الفاظ ذکر کئے ہیں:

"واما معاویۃ فھو من العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء...

(شرح صحیح مسلم (امام نووی) ج ۲،ص ۲۷۲، ابتداء کتاب فضائل الصحابہ)

"جہاں تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے وہ اپنے کردار اور اعمال میں عادل ہیں اور احکامِ شریعت کے عالم وفاضل ہیں اور صاحبِ شرافت ونجابت ہیں۔"

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح" میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واما معاویۃ رضی اللہ عنہ فھو من العدول الفضلاء والصحابۃ الاخیار

(مرقاۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۱۱،ص ۲۷۲، تحت مناقب الصحابہ)

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور صاحب فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور ان کا شمار اخیار صحابہ میں ہوتا ہے۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تصنیف ''ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء'' میں تنبیہ سوم کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما یکے از اصحاب آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ رضی اللہ عنہم زنہار در حق او سوء ظن نکنی و در ورطۂ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نشوی۔

اخرج ابوداؤد عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ لاتسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذھبا مابلغ مد احدھم ولا نصیفہ

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''و عقل نیز برآں دلالت مے کند زیرانکہ از طریق کثیرہ معلوم شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلوم فرمودند کہ وی فی وقت من الاوقات خلیفہ خواہد شد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں شفقت وافرہ برامت داشتند کما قال اللہ تعالیٰ:

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

پس رافت کاملہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنسبت امت اقتضا فرمود کہ خلیفہ ایشاں را دعا بہدایت و اہتدا نماید۔''

اس کے بعد مزید کچھ احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وقد استفاض ان النبی ﷺ استکتبہ وھو لا یستکتب الا عدلا امینا ...

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، کامل ص ۱۴۶-۱۴۷، تحت تنبیہ سوم)

''معلوم ہونا چاہیے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں اور فضیلت جلیلہ کے حامل اصحاب میں شامل ہیں۔ خبردار! معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمانی نہ کرنا اور طعن و تشنیع کے مرتکب ہو کر فعل حرام کا ارتکاب نہ کرنا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے اصحاب کو گالی گلوچ نہ کرو۔ اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تمہارا ایک آدمی احد کے پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرے تو وہ صحابہ کے ایک مد کے برابر بلکہ اس کے نصف کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

طرق کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق معلوم تھا کہ ایک وقت میں وہ خلیفہ ہوں گے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کی امت پر شفقت وافرہ ہے جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے کہ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ پس امت پر شفقت کے تقاضا کی بنا پر آپ نے اپنے اس خلیفہ (معاویہ رضی اللہ عنہ) کے حق میں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ ہونے کی دعائیں فرمائیں۔''

یہ بات شہرت کا درجہ رکھتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب اور منشی کا عہدہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف عادل اور امین شخص کو ہی یہ عہدہ اور خدمت عطا فرماتے تھے۔''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کے متعلق چند لوگوں کے درج ذیل نظریات پیش کئے:

(الف) زید کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لالچی شخص تھے یعنی انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ سے لڑ کر خلافت لے لی اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔

(ب) بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔

(ج) عمرو کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں، ان کی توہین کرنا گمراہی ہے......

پھر سوال کیا کہ مذکورہ بالا اشخاص کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور ان کو اہل سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور آپ کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟ جواب مدلل اور عام فہم تحریر ارقام فرمایئے، بینوا وتوجرا۔

الجواب:

اللہ عزوجل نے سورہ ''الحدید'' میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو قسمیں فرمائی ہیں: ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا...... دوسرے وہ کہ بعد...... پھر فرمایا دیا وَ كُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے:

أُولٰٓئِكَ لَا يَسْمَعُوْنَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَ

هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ o لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o

''وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں، ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اس آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہ سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمایا: وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے، بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے، کود جہنم میں جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

ومن يكن يطعن فی معاوية رضی الله عنه فذالك كلب من كلاب الهاوية

(نسیم الریاض شرح شفاء، للقاضی عیاض (خفاجی)، ج ۳، ص ۴۷۵، تحت فصل ومن توقیرہ وبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم توقیر اصحابہ وبرہ)

''جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک

کتاب ہے۔"

فلہٰذا مذکورہ بالا اشخاص میں سے عمرو کا قول (کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں ان کی توہین گمراہی ہے) سچا ہے اور زید و بکر جھوٹے ہیں۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد

عیب نماید بہ نگاہش ہنر

یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں، حدیث میں ہے:

من اذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشك اللہ ان یاخذہ

"جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔"

والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بحمدن المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

(احکامِ شریعت از امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۲۲۔ ۱۲۴، مسئلہ نمبر ۲۴، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں عقیدہ)

اب اگر کوئی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو اپنا بھائی کہتا ہے تو کیا وہ مولانا احمد رضا خان کا پیرو کہلانے کے لائق ہے؟ یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔

لاہور کی مرکزی ''مجلس رضا'' نے ایک مجموعہ رسائل طبع کیا ہے، اس کے صفحہ ۶۔۷ پر اربابِ مجلس نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھ عدد رسائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کئے ہیں، یہاں پر ہم ان رسائل کے نام تحریر کرتے ہیں:

۱۔ البشریٰ العاجلہ من تحف آجلہ (تصنیف ۱۳۰۰ھ)
تفضیلیہ و مفسقان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رد

۲۔ عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام (تصنیف ۱۳۱۲ھ)
(مناقب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

۳۔ ذب الاہواء الواہیہ فی باب الامیر المعاویہ (تصنیف ۱۳۱۲ھ)
(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مطاعن کا جواب)

۴۔ اعلان الصحابہ الموافقین لامیر معاویہ وام المومنین (تصنیف ۱۳۱۲ھ)
(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وام المومنین کے ساتھ کون صحابہ تھے)

۵۔ الاحادیث الروایہ لمدح الامیر معاویہ (تصنیف ۱۳۱۳ھ)
(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کی احادیث

۶۔ لمعہ الشمعہ لہدیٰ شیعہ الشنیعہ (تصنیف ۱۳۱۲ھ)
(تفضیل و تفسیق کے متعلق سات سوالات کے جوابات

(منقول از مجموعہ رسائل، ص ۶۔۷، مرکزی مجلس رضا، لاہور نمبر ۶۸)

مذکورہ بالا رسائل میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مطاعن اور اعتراضات کا مسکت جواب دیا گیا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے عمدہ صفائی پیش کی گئی ہے اور پرزور طریقہ سے دفاع کا حق ادا کیا ہے۔ نیز ان رسائل کے مندرجات سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں امام احمد رضا خان کے عمدہ نظریات صاف طور پر سامنے آگئے ہیں اور ان کی عقیدت مندی عیاں ہوگئی ہے۔

تبرکات نبویہ سے محبت اور اہل خانہ کو وصیت:

ومنها أنه لما حضرته الوفاة أوصى أن يكفن فی قمیص كان رسول الله ﷺ كساه اياه وأن يجعل مما يلی جسده۔ وكانت عنده قلامة أظفار رسول الله ﷺ فأوصى أن تسحق وتجعل فی عينيه وفمه۔ وقال افعلوا ذٰلك بی وخلوا بينی وبين أرحم الراحمين ولما نزل به الموت قال ياليتنی كنت رجلا من قريش بذی طوى وانی لم آل من الأمر شيئا۔ وهذا شأن الكمل رضی الله عنهم۔ فهنيئا له أن يسر له مماسة جسده لما مسه جسد رسول الله ﷺ واختلاط باطن فمه وعينيه بما انفصل من بدن النبی ﷺ۔

یہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ مجھے اس قمیض میں کفن

دیا جائے جو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنائی تھی (عطا فرمائی تھی) اور وہ چیزیں بھی ساتھ رکھی جائیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کے ساتھ مس ہوئی ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناخن مبارک کے کچھ تراشے موجود تھے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ ان کو باریک پیس کر میری آنکھوں اور میرے منہ میں ڈال دینا۔

مزید فرمایا: یہ سب کرنے کے بعد مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

وفات:

جب آپ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش میں قریش کا ایسا شخص ہوتا جسے کسی چیز کا اختیار نہ ہوتا اور میں کسی معاملے کی طرف توجہ نہ کرتا۔

(تطہیر الجنان، ص ۴۱۲، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور)

یہ اس کامل ہستی کی شان تھی، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے برکتیں لینے والی قمیض آپ رضی اللہ عنہ کے جسم سے مس ہونا اور آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اور آنکھوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کے تراشوں سے راحت حاصل کرنا آسان تھا پھر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری کا اظہار فرما رہے ہیں۔

واتفقوا علی انہ توفی بدمشق والمشھور ان اوفاتہ کانت لأربع خلون من رجب سنۃ ستین من الھجرۃ النبویۃ وھو ابن اثنین و ثمانین سنۃ وقیل ثمان وزبعون سنۃ وقیل

ست وثمانين سنة

اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال دمشق میں ہوا۔ اور مشہور یہ ہے کہ ابھی رجب المرجب کی چار (۴) راتیں باقی تھیں کہ ۶۰ ھ میں بیاسی (۸۲) سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

اور بعض نے کہا کہ آپ کی عمر مبارک ۷۸ سال تھی، اور دیگر کچھ مورخین نے کہا کہ آپ کی عمر چھیاسی (۸۶) سال تھی۔

(معجم الکبیر: من اسمہ اسم معاویۃ رضی اللہ عنہ، ج:۱۹، ص ۳۰۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا مقام اور صحبتِ نبوی کا شرف اور فضیلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور ان کے فضائل قرآن مجید میں بے شمار مواقع پر موقع بہ موقع مذکور ہیں۔ مدح صحابہ رضی اللہ عنہم کے مسئلے کو قرآن نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ علمائے کرام پر واضح ہے اور ان میں کوئی اچھے اور برے کی تقسیم نہیں ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی اس جماعتِ خیر کا شرف اور فضیلت بے شمار مواقع پر منقول ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب کی تفصیلات کا یہ موقع نہیں ہے لیکن یہاں مسئلہ ثابت کرنے کے لئے بعض روایات پیش کی جاتی ہیں اور اکابرین ملت کے چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں، جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام وفضیلت نمایاں طور پر ثابت ہے۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

لاتسبوا اصحابی ولو انفق احدکم مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ او کما ذکر فی الحدیث

(مشکوۃ شریف، باب مناقب الصحابہ، فصل اول (متفق علیہ)

''میرے اصحابہ کو گالی نہ دو، تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر کے آئے تو وہ اُن کے مُد یا آدھے مُد کے برابر نہیں ہوسکتا۔''

ایک اور مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا

(فیض القدیر، ج ۱، ص ۳۴۷، بحوالہ طبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

''جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو (ان پر طعن کرنے سے) رک جاؤ۔''

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق طعن وتشنیع سے زبان کو روک رکھنا واجب ہے جیسا کہ اوپر والی روایت میں بدگوئی کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اسی طرح اس مقام پر طعن وتشنیع کرنے سے باز رکھا گیا ہے۔

یہ فضیلت تمام صحابہ کے لئے ہے، اس میں کسی کو تخصیص نہیں۔

قال واللہ لمشھد شھدہ رجل یغبر فیہ وجھہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من عمل احدکم ولو عمر عمر نوح علیہ السلام

(مسند امام احمد، ج ۱، ص ۱۸۷، تحت سندات سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ)

''مشہور صحابی سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں کسی غزوہ کے موقع پر ایک مسلمان حاضر ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت

میں اس کا چہرہ گرد آلود ہو تو وہ اس شخص سے بہتر ہے جس کو عمر نوح (علیہ السلام) عطا ہوئی اور اس نے تمام عمر عبادت میں گزار دی۔''

وقال الفضل بن زیاد سمعت ابا عبداللہ یسأل عن رجل تنقص معاویۃ وعمرو بن العاص أیقال لہ رافضی؟ فقال انہ ھم یجتری علیھما الا ولہ خبیئۃ سوء ما انتقص احد احدا من الصحابۃ الا ولہ داخلۃ سوء

''فضل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال پوچھا کہ ایک شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی تنقیصِ شان کرتا ہے کیا اس شخص کو رافضی کہا جائے؟ تو آنجناب نے فرمایا کہ ان دونوں حضرات پر وہی شخص جرأت کرسکتا ہے جس کے اندر برائی پوشیدہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی ایک صحابی کے ساتھ بھی جو شخص بغض رکھتا ہے اس کے باطن میں خباثت چھپی ہوئی ہے۔''

محدث ابن عساکر لکھتے ہیں:

ابو طاھر الحافظ انا جعفر بن احمد القارء أنا ابو عبداللہ الحسین بن عمر بن محمد بن احمد العلاف المقرء أنا ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن شاھین المروزوذی نا الحسین بن أحمد بن بسطام عن محمد بن عبداللہ بن ابی الشوارب نا بشر ابن المفضل عن ابی الأشھب قال قیل للحسن یا ابا سعید ان ھا ھنا قوما یشتمون أو لعنون معاویۃ وابن الزبیر فقال علی

اولئك الذين يلعنون لعنة الله فقال على اولئك الذين يلعنون لعنة الله

''حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ حضرت امیر معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان پر لعن وطعن کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: اُن پر لعن طعن کرنے والے اللہ کی لعنت کے مستحق ہیں۔''

(تاریخ دمشق، ج ۵۹، ص ۲۰۶)

وقال الميمونی قال لی احمد بن حنبل: یا ابا الحسن! اذا رأيت رجلا یذکر لاحد من الصحابة بسوء فاتهمه على الاسلام

''میمونی ذکر کرتے ہیں کہ مجھے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے ابوالحسن! جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کو برائی کے ساتھ ذکر کرتا ہے تو اس کے ایمان میں شک کرو۔''

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے رذائل کی نفی کے سلسلے میں ہدایت فرماتے ہوئے لکھا ہے:

''پس زبان را از جفائے ایشاں باز باید داشت و ہمہ را بہ نیکی بیاد باید کرد۔''

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ دوم، ص ۸۴)

غزوات میں شرکت

جنگ یمامہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک اہم جنگ ربیع الاول ۱۲ھ/ہجری میں پیش آئی جسے تاریخ میں ''جنگِ یمامہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ جنگ عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں واقع ہوئی تھی۔

اس سلسلے میں مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شامل ہوئے اور بقول بعض مورخین مسیلمہ کذاب کے قتل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ بھی شریک تھے۔ مسیلمہ کذاب کو اول نیزہ لگانے والے وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ تھے جبکہ ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ نے اسے تلوار کے ذریعے سے زخمی کیا تھا اور عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بھی قتل مسیلمہ میں شریک تھے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

وشهد يمامة وزعم بعضهم انه هو الذى قتل مسيلمة حكاه ابن عساكر وقد يكون له شرك فى قتله انما الذى طعنه وحشى و جلله ابودجانه سماك بن خرشة رضى الله عنه بالسيف

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۸، ص ۱۱۷، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں حاضر ہوئے اور بقول بعض مسیلمہ

کے قتل میں بھی شامل تھے۔''

فتح اردن:

علاقہ شام کی فتوحات میں فتح اردن ۱۵ھ میں ہوئی، یہ ایک مستقل مہم تھی، اس موقع پر لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس موقع پر امیر الافواج تھے لیکن ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیر الامراء تھے۔

فکتب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ الی ابی عبیدۃ رضی اللہ عنہ یستمدہ فوجہ ابو عبیدۃ رضی اللہ عنہ یزید ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فسار یزید رضی اللہ عنہ و علی مقدمتہ معاویۃ رضی اللہ عنہ اخوہ ففتح یزید و عمرو رضی اللہ عنہما سواحل الاردن، فکتب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بفتحہا لہما و کان لمعاویۃ رضی اللہ عنہ فی ذلک بلاء حسن و اثر جمیل

''جب سواحل اردن کا معاملہ پیش آیا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو کمک بھیجنے کے لئے لکھا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو ان کی طرف بھیجنے کے لئے آمادہ کیا اور ان کے ساتھ جو دستہ فوج روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نگران تھے۔

سواحل اردن پر اسلامی افواج نے بڑی زبردست جنگ لڑی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی یہ فتح حاصل کرنے والے یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔

سواحل اردن کی فتح کی خوشخبری حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مرکز (مدینہ منورہ) روانہ کی اور یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی کوششوں کا خاص طور پر ذکر کیا۔''

مورخین نے لکھا ہے کہ سواحل اردن کی مہم میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بھی نمایاں کارنامے اور اہم کارکردگی پائی جاتی ہے جو قابل ستائش ہے اور معاملہ فہمی و جنگی بصیرت کا روشن نشان ہے۔

(فتوح البلدان (بلاذری) تحت امر اردن، ص ۱۲۳)

مرج الصفر :

مرج الصفر کے قتال میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ معرکہ میں خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کی تلوار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی، جب مسلمان مرج الصفر کے قتل سے فارغ ہوئے تو پندرہ بیس دن بعد انہوں نے شہر دمشق کی طرف رجوع کیا یہ محرم الحرام ۱۴ ھ کا واقعہ ہے، فتح دمشق کے بعد مسلمانوں نے غوطہ کے مقام پر قبضہ کیا۔

(فتوح البلدان (بلاذری) تحت امر اردن، ص ۱۲۳، ایضاً تحت مرج الصفر، ص ۱۲۶)

سواحل دمشق:

دمشق کی فتح میں اکابر صحابہ کرام حضرت ابوعبیدہ، خالد بن ولید، یزید بن ابی

سفیان وغیرہم رضی اللہ عنہ کی مساعی شامل تھی۔ فتح دمشق کے ساتھ ہی اس علاقے کے سواحل صیدا، عرقہ، جبیل، بیروت وغیرہ کی طرف اسلامی فوجوں نے توجہ کی اور ان علاقوں کو بڑی کوشش سے فتح کیا۔

اس موقع پر لشکر کے ''مقدمۃ الجیش'' پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی نگرانی میں یہ فتوحات کثیرہ ہوئیں خصوصاً ''عرقہ'' کی فتح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوشش سے ہوئی تھی، یہ ان کے فہم وتدبیر کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

ان یزید اتی بعد فتح مدینۃ دمشق صیداء، عرقۃ و جبیل و بیروت وھی سواحل و علی مقدمتہ اخوہ معاویۃ رضی اللہ عنہ ففتحھا فتحا یسیرا و جلا کثیرا من اھلھا و تولی فتح عرقۃ معاویۃ رضی اللہ عنہ نفسہ فی ولایۃ یزید

(فتوح البلدان (بلاذری) ص ۱۳۳، تحت فتح مدینہ دمشق وارضہا)

علامہ بلاذری نے اس مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے:

عن الوضین: قال کان یزید بن ابی سفیان وجہ معاویۃ رضی اللہ عنہ الی سواحل دمشق سوی طرابلس فانہ لم یکن یطمع فیھا فکان یقیم علی الحصن الیومین والایام الیسیر فربما قوتل قتالا غیر شدید ورمی ففتحھا

دمشق کی فتح کے بعد اس کے ملحقہ علاقوں کی فتح کے لئے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو طرابلس کے علاوہ دیگر سواحلِ دمشق کی طرف روانہ کیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان علاقوں کے قلوں

کی طرف تشریف لے گئے، بعض مرتبہ انہیں وہاں دو دن قیام کرنا پڑتا اور بعض مرتبہ کچھ زیادہ ایام صرف ہو جاتے۔ بعض مقامات پر قتال کی نوبت بھی آئی اور بعض دفعہ تیراندازی سے ہی کام ہو جاتا۔ لہٰذا انہوں نے ان علاقوں کو بڑی آسانی سے فتح کر کے حکومت اسلامی میں لے لیا اور ان پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

(فتوح البلدان (بلاذری) تحت فتح مدینہ دمشق، ص ۱۳۴)

فتح عسقلان:

قالوا و کتب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الی معاویۃ رضی اللہ عنہ یامرہ بتتبع ما بقی من فلسطین ففتح عسقلان صلحا بعد کید ویقال ان عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کان فتحھا ثم نقض اھلھا وامدھم الروم ففتحھا معاویۃ واسکنھا الروابط وکل بھا الحفظۃ

(فتوح البلدان (بلاذری)، ص ۱۴۹، تحت امر فلسطین)

بعض مورخین نے تحریر کیا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عسقلان کو فتح کیا اور جب آپ اس کی فتح کے بعد لوٹے تو اہل عسقلان کی اہل روم نے مدد کی جس کے باعث انہوں نے عہد توڑ دیا۔ ان حالات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے دوبارہ فتح کر لیا، پھر وہاں اپنی افواج کو ٹھہرایا اور حفاظتی دستے متعین کئے۔

قال ابن جریر و کان امیر دمشق فی ھذہ السنۃ (۲۱ھ) عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ و ھو ایضاً علی حمص و حوران و قنسرین و

الجزیرۃ و کان معاویہ علی البلقاء الاردن، و فلسطین والسواحل وانطاکیہ وغیرذالك

(البدایہ (ابن کثیر) ج ۷، ص ۱۱۳، تحت ۲۱ ھ)

"۲۱ ھ میں حضرت عمیر بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ شام کے علاقہ میں دمشق، بثنیہ، حوران، حمص، قنسرین اور جزیرہ کے علاقوں میں امیر تھے اور بلقاء اردن، فلسطین، سواحل اور انطاکیہ وغیرہ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی اور حاکم تھے۔"

بحری غزوات

قال الخثعمی عن ابیہ انہ سمع النبی ﷺ یقول لتفتحن القسطنطنیہ ولنعم الامیر امیرھا و نعم الجیش ذالك الجیش، قال فدعانی مسلمۃ بن عبد الملك فسألنی فحدثتہ بھذا الحدیث فغزا القسطنطنیہ (قلت) القائل ذالك ھو عبد اللہ بن بشر ورواہ ابن السکن من ھذا الوجہ فقال بشر بن ربیعۃ الخثعمی

(الاصابہ (ابن حجر عسقلانی) ج ۱، ص ۱۶۱، تحت ۶۸۵ بشر الغنوی)

"عبد اللہ بن بشر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قسطنطنیہ ضرور فتح ہوگا، اس کو فتح کرنے والا لشکر عمدہ اور اس کا امیر بھی عمدہ ہوگا......الخ"

اس حدیث پاک میں قسطنطنیہ کی فتح کی اہمیت اور اس کے جیش اور سپہ سالار کی

عظمت عمدہ طریقہ سے بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح کی ایک اور روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسطنطنیہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے مغفرت کی بشارت سنائی ہے:

ثم قال النبی ﷺ اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم

(بخاری شریف، ج ا، کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلا لشکر جو شہر قیصر (قسطنطنیہ) میں جہاد کرے گا وہ سب مغفرت یافتہ ہوں گے۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں خراج وجزیہ کی آمدنی کا اجمالی تذکرہ

قواعد اسلامی کے مطابق حکومت کے لئے آمدنی کے بہت سے ذرائع اور وسائل ہوتے ہیں۔ ان میں عشر ایک مستقل آمدنی کا ذریعہ ہے جو عشری زمینوں سے قواعد کے مطابق وصول کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خراج بھی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے، اس کے کئی طریقے ہیں، ایک تو زمین کی آمدنی سے حاصل کیا جاتا ہے اور دوسرا اہل الذمہ افراد سے فی کس کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے۔ اس کو جزیہ کہتے ہیں اور یہ بھی خراج میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔

والخراج ما یخرج من غلۃ الارض او الغلام ثم سمی ما یاخذ السلطان خراجا فیقال ادی فلان خراج ارضہ وادی اھل الذمہ خراج رء وسھم یعنی الجزیۃ...الخ

(المغرب، ص ۱۵۳۔ ۱۵۴، تحت الخاء مع الراء)

''اور خراج وہ ہوتا ہے جو زمین کے غلہ سے ادا کیا جاتا ہے یا غلام سے۔ پھر جو سلطان جزیہ وصول کرتا ہے اس کا نام بھی خراج رکھا گیا، چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں نے اپنی زمین کا خراج ادا کیا اور اہل ذمہ نے اپنے سروں کا خراج ادا کیا یعنی جزیہ۔''

فتح قبرص:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں جو غزوات ہوئے ان میں سے بعض کا تذکرہ ہو چکا ہے، غزوات کا یہ سلسلہ نہایت وسیع تھا اور ان کی بڑی تفصیلات ہیں، ان میں سے بعض مہمات کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

۲۵ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کئی قلعوں کو فتح کیا، اور مورخین لکھتے ہیں کہ ۲۷ھ میں آپ نے قنسرین کو بھی فتح کرلیا، اور بعض مورخین کا قول ہے کہ ۲۷ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کرلیا۔

محل وقوع:

وھی جزیرۃ غربی بلاد الشام فی البحر مخلصۃ وحدھا ولھا ذنب مستطیل الی نحو الساحل مما یلی دمشق وغربیھا

اعرضها وفیها فوا کہ کثیرۃ ومعادن وھی بلدۃ جید

(البدایہ والنہایہ، (ابن کثیر) ص ۱۵۳، ج ۷، تحت فتح قبرص، سن ۲۸ ھ)

''قبرص بلاد شام کے مغرب میں ایک الگ مستطیل شکل کا معروف جزیرہ ہے جو ساحل دمشق کے قریب ہے، اس جزیرہ میں بے شمار ثمرات پائے جاتے ہیں اور اس میں معادن (معدنیات کی کانیں) بھی ہیں اور یہ بہت عمدہ اور ذرخیز علاقہ ہے۔''

واقعہ شہادت ام حرام رضی اللہ عنہا اور نمازیوں کے لئے جنت کا مژدہ:

معرکہ قبرص میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود شرکت فرمائی آپ کی اہلیہ فاختہ بنت قرظہ من بنی عبد مناف اس معرکہ میں آپ کے ساتھ تھیں۔ علاوہ ازیں اکابر صحابہ کرام مثلاً حضرت ابوذر غفاری، ابودرداء، شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت وغیرہم رضی اللہ عنہم بھی اس غزوہ میں آپ کے ساتھ تھے۔

قال ابن الاثیر وکانت (ام حرام رضی اللہ عنہا) تلک الغزوۃ غزوۃ قبرص، فدفنت فیہا وکان امیر ذالک الجیش معاویۃ بن ابی سفیان فی خلافۃ عثمان رضی اللہ عنہ و معہ ابوذر، ابودرداء، وغیرھما من الصحابۃ رضی اللہ عنہم وذالک فی سنۃ سبع وعشرین قال ابو عمر کان معاویۃ غزا تلک الغزوۃ بنفسہ ومعہ امراتہ فاختہ بنت قرظۃ من بنی نوفل بن عبد مناف

(الاصابہ، ابن اثیر جزری، ج ۴، ص ۴۲۴، تحت (۱۲۱۵) ام حرام بنت ملحان)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ تھیں جن کے متعلق حدیث صحیح میں ایک پیش گوئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجود ہے، آپ نے خواب سے بیدار ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا اس نے اپنے اوپر جنت کو واجب کرلیا۔ اس ارشاد کے سننے پر حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں ان میں شامل ہوں گی؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم ان میں داخل ہو۔''

بخاری شریف کی عبارت میں اس واقعہ کے متعلق روایت اس طرح سے ہے:

قال عمیر فحدثنا ام حرام انہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ''اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یارسول اللہ انا فیہم؟ قال انت فیہم

(بخاری شریف، کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم، ج ۱، ص ۴۱۰)

''حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا ان سب پر جنت واجب ہے، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا میں اس لشکر میں شامل ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! تم ان میں شامل ہو۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیش گوئی دو حصوں پر مشتمل ہے:

ایک ام حرام رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ہے کہ اس غزوہ میں شامل لوگوں کو جنت نصیب ہوگی، یہ واقعہ ۲۷ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اہل اسلام کی افواج کو پیش آیا۔

جبکہ اس پیش گوئی کا دوسرا حصہ قسطنطنیہ کے غزوہ کے متعلق ہے جو ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں پیش آیا، مدینہ قیصر والے مجاہدین کے حق میں بھی مغفرت کا ارشاد نبوی موجود ہے۔

وکان فتحها علی یدی معاویة بن ابی سفیان رضی الله عنه راکب الیها فی جیش کثیف من المسلمین ومعه عبادة بن صامت رضی الله عنه وزوجته ام حرام بنت ملحان رضی الله عنها التی تقدم حدیثها فی ذالك حین نام رسول الله ﷺ فی بیتها ثم استیقظ یضحك...الخ

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۷ ص ۱۵۳، تحت فتح قبرص، س ۲۸ھ)

”اور (قسطنطنیہ) کی فتح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوئی، آپ مسلمانوں کے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ وہاں داخل ہوئے، آپ کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ حضرت حرام بنت ملحان بھی تھیں، جن کی حدیث پہلے گزر چکی ہے............“

فلما ارادوا الخروج منها (قبرص) قدمت لام حرام بغلة لترکبها فسقطت عنها فاندقت عنقها فماتت هناك قبرها. هنالك یعظمونه ویستسقون به ویقولون قبر المرأة الصالحة

(البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج ۷، ص ۱۵۳، تحت فتح قبرص، س ۲۸)

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غزوہ قبرص سے فارغ ہوکر واپسی کا سفر اختیار کرنے لگے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا ایک بغلہ (خچر) پر سوار ہوئیں مگر اس سے گر پڑیں اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

علماء نے ذکر کیا ہے کہ جزیرہ قبرص میں ان کی قبر مبارک ہے وہاں کے لوگ ان کا بہت احترام کرتے ہیں اور بعض اوقات بارش طلب کرنے کے لئے ان سے توسل کرتے ہیں وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک صالحہ خاتون کی قبر ہے۔

اس واقعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذکورہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی کیونکہ ام حرام رضی اللہ عنہا پہلے بحری غزوہ میں شریک ہوئیں اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جزیرہ قبرص کی فتح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوشش سے ہوئی اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس معرکہ میں ان کے ساتھ شامل تھے اور اس غزوہ کے مجاہدین کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت یہ حضرات اس بشارت کے حق دار ہوئے یہ ایک بڑی خوش نصیبی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان لوگوں کے حق میں ایک بہت بڑی سعادت مندی کی خوشخبری ہے۔ اور یہ بحری جنگیں مذکورہ پیش گوئیوں اور بشارتوں کے اعتبار سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہترین فضائل و کمالات میں شمار کی جاتی ہیں۔

دمشق:

وذکر ابوبکر احمد بن یحیی بن جابر البلاذری عن المدائنی ان وظیفۃ دمشق التی وظفھا معاویۃ رضی اللہ عنہ اربع مائۃ الف دینار، وھذا بعد صرف مالا بد من صرفہ فی دیوان الجند والولاۃ وارزاق الفقھاء والمؤذنین والقضاۃ وھذا یدل علی کثرۃ دخلھا وعظم البرکۃ فی مستغلھا

(تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۲۳۹، تحت باب مانقل عن اہل المعرفہ فی ان البرکہ فیہا مضعفہ)

دمشق کے علاقے کی آمدنی خراج وجزیہ کے بارے اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ وہ چار لاکھ دینار تھی۔ فوجی اخراجات، حکام کے مشاہرات، مؤذنین، قضاۃ اور فقہاء وغیرہ کے مصارف ادا کرنے کے بعد خالص آمدنی مذکورہ بالا تعداد میں ہوتی تھی۔ یہ چیز اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیت المال کی کثیر آمدنی تھی اور اس میں عظیم برکت پائی جاتی تھی۔

عراق:

فلما ولی معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنھما ولی عبد اللہ بن دراج مولاہ خراج العراق واستخرج لہ من الارضین بالبطائح ما بلغت غلتہ خمسۃ الاف الف

(کتاب فتوح البلدان (بلاذری) ص ۳۰۱، تحت امر البطائع)

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عبداللہ بن دراج کو عراق کے خراج کا والی مقرر فرمایا، انہوں نے مختلف زمینوں سے خراج

حاصل کیا جس کی مقدار پچاس لاکھ درہم تک پہنچی۔"

ابن عساکر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کے تحت ان کے عہد کی وسعت اور کارگزاری کا ایک اجمالی خاکہ مندرجہ ذیل عبارت میں ذکر کیا ہے:

ففتح اللہ بہ الفتوح ویغزو الروم ویقسم الفیٔ والغنیمۃ ویقیم حدود اللہ واللہ لا یضیع اجر من احسن عملا

(تاریخ بلدہ دمشق (مخطوطہ) عکسی، ج ۱۶، ص ۶۷۴، ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

"اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بہت سے ممالک فتح کروائے، ملک روم ان کے ہاتھوں فتح ہوا، آپ مال غنیمت کو (مستحقین میں) تقسیم کرتے اور اللہ کی حدود جاری کرتے، اللہ تعالیٰ کسی شخص کے نیک اعمال کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کرتا۔"

حضرت امیر معاویہ کی اپنے دورِ میں خدمات

نہروں اور چشموں کا اجرا اور پانی کے تالاب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں نہروں کا نظام قائم کرنے میں خاص توجہ دی اور عام لوگوں کے فائدہ کے لئے نہری نظام قائم کیا۔ چنانچہ مؤرخین نے اس بارے میں تحریر کیا ہے:

حدثنا هشام الدستوائی عن ابی الزبیر عن جابر رضی الله عنه قال: صرخ الی قتلانا یوم احد اذا اجری معاویة العین فاستخرجناهم بعد اربعین سَنَةً لَيِّنَةً أَجْسَادُهُمْ تَتَثَنّٰى أَطْرَافُهُمْ

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۴، ص ۴۰۶، کتاب المغازی، مصنف عبدالرزاق، ج ۳، ص ۵۴۷، کتاب المغازی)

عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما قال: لما اجری معاوية رضی الله عنه العين عند قتلى احد بعد اربعين سنة استصرخناهم اليهم فاتيناهم فاخرجناهم فاصابت المسحاة قدم حمزة رضی الله عنه فانبعث دما، وفی رواية ابن اسحاق عن جابر رضی الله عنه قال فاخرجناهم كانما دفنوا بالامس

(البدایہ والنہایہ، ج ۴، ص ۴۳، تحت ذکر الصلوۃ علی حمزۃ رضی اللہ عنہ وقتلی احد، دلائل النبوۃ (بیہقی) ج ۳، ص ۲۹۱)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مدینہ طیبہ کے علاقہ میں اس دور کی ضرورت کے تحت ایک نہر جاری کی گئی تھی، اس کو ''قناۃ معاویہ'' کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جب اس نہر کا گزر شہدائے احد کے مزارات کے قریب سے ہوا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارکنان کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جن لوگوں کے عزیزوں کی قبریں یہاں پر ہیں وہ انہیں یہاں سے کسی اور مقام پر منتقل کر لیں۔

چنانچہ اس اعلان پر لوگوں نے اپنے عزیزوں کی قبور کو کھولا تو چالیس برس کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ان شہداء کے جسم بالکل اسی طرح تر و تازہ تھے گویا ان کو کل ہی دفن کیا گیا ہو، اور حضرت امیر حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک سے کسی چیز کے ٹکرانے کی بنا پر خون ظاہر ہوا۔

آثارِ حرم کی حفاظت:

عن ابی صالح عن عکرمۃ قال درس شیٔ من معالم الحرم علی عھد معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنھما فکتب الی مروان بن الحکم وھو عاملہ علی المدینۃ یأمرہ ان کان کرز بن علقمۃ الخزاعی رضی اللہ عنہ حیّا ان یکلفہ اقامۃ معالم الحرم لمعرفتہ بھا وکان معمرًا فاقامھم علیھا فھی مواضع الانصاب للیوم

مکہ مکرمہ میں جو حرم شریف کے نشانات تھے وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کمزور ہو کر معدوم ہونے لگے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت

میں ان کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے امیر مروان بن حکم کو فرمان ارسال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ اگر زندہ ہوں تو ان سے آثارِ حرم کی مکمل نشان دہی کروائی جائے کیونکہ وہ ان آثار سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں اور پھر ان کے مطابق ان آثار کی تجدید کی جائے۔ چنانچہ حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ کی نشاندہی پر ان آثار کو صحیح کر کے مکمل کیا گیا تاکہ اہل اسلام ان سے برکت حاصل کرتے رہیں۔

(کتاب فتوح البلدان (بلاذری)، ص ۶۱، تحت السیول بمکہ، تاریخ طبری، ج ۱۳، ص ۵ ۳، ۲۶، تحت ذکر من مات اوقتل سنہ ۸۰ھ، طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۸ ۳ ۳، تحت کرز بن علقمہ الخزاعی رضی اللہ عنہ)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے گھر کی حفاظت:

وفی کتاب الغزی توفیت خدیجۃ رضی اللہ عنہا فی دارھا التی تسمی دار خزیمۃ وکانت مسکن رسول اللہ ﷺ وفیھا ولدت خدیجۃ اولادھا من رسول اللہ ﷺ ولم یزل النبی ﷺ مقیما فیھا حتی ھاجر فاخذھا عقیل رضی اللہ عنہ ثم اشتراھا معاویۃ وھو خلیفۃ فجعلھا مسجدا یصلی فیہ ویعرف الیوم بمولد فاطمۃ وھو افضل موضع بمکۃ بعد مسجد الحرام

(تاریخ الخمیس (دیار بکری) ج ۱، ص ۳۰۱، ۳۰۲، تحت وفاۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا)

”مکہ مکرمہ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ایک گھر تھا جس کو دار خزیمہ کہا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت رہائشی مکان تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اقامت پذیر رہے، اور اسی مکان میں آپ کی اولاد جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تھی یہاں متولد ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مکان سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد جناب عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس مکان کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس مقدس مقام کو خرید کر ایک مسجد تعمیر کروائی جس میں اہل اسلام نمازیں ادا کرتے تھے اور اس کو بعد میں مولد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور وہ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام کے بعد سب سے افضل مقام ہے۔''

اہل تاریخ بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں قدیم ایام میں قریش کے لئے ایک دارالندوہ تھا اس میں جنگی معاملات کے مشورے اور فیصلے ہوتے تھے اور شادی بیاہ کے موقع پر بھی وہاں قریش جمع ہوتے اور اپنی تقریبات انجام دیتے تھے۔قریش کے داروں میں سے یہ پہلا مشہور دار تھا اس کے بعد دار العجلہ تیار کیا گیا تھا۔

واما دار الندوۃ فبناھا قصی بن کلاب فکانوا یجتمعون الیہ فتقضی فیھا الامور ثم کانت قریش بعدہ تجتمع فیھا فتتشاور فی حروبھا وامورھا وتعقد الالویۃ وتزوج من اراد التزویج وکانت اول دار بنیت بمکۃ من دور قریش ثم دار العجلۃ وھی دار سعید بن سعد بن سھم فلم تزل دار الندوۃ

لبنی عبد الدار بن قصی حتی باعہا عکرمۃ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بنی قصی من معاویۃ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ فجعلہا دار الامارۃ

(کتاب فتوح البلدان (بلاذری، ص ۵۶، تحت بیان دور مکہ)

دار الندوہ ہمیشہ قبیلہ بنی عبد الدار کی تحویل میں چلا آ رہا تھا پھر عکرمہ بن عامر نے اس دار الندوہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بیچ دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے دار الامارۃ تجویز کر دیا، دار الامارۃ میں حکام اور والی اقامت پذیر ہوتے اور انتظامی امور سرانجام دیتے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جس طرح مکہ مکرمہ میں خاص خاص مقامات کا تحفظ کیا اسی طرح مدینہ منورہ میں اس دور کی دینی و ملی ضروریات کے مطابق بعض آثار کو محفوظ کیا، بعض قصر تعمیر کرائے، اہل مدینہ اور دیگر مسلمانوں کی خاطر دار قائم کئے اور مسجد نبوی کے ارد گرد گلی کوچوں میں پختہ فرش لگوائے، اہل اسلام کی نفع رسانی کے طور پر یہ امور سرانجام دیئے۔

مختصر یہ کہ آثار متبرکہ کی تحقیق و تعین کا یہ کام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کی ہدایات کی روشنی میں مروان بن حکم نے سرانجام دیا تھا۔

ان مروان لما کان والیا علی المدینۃ من قبل معاویۃ رضی اللہ عنہ ارسل الی ابی قتادۃ لیریہ موقف النبی ﷺ واصحابہ فانطلق معہ فاراہ

''مروان جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ کا والی تھا، تو

اس نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقف کی نشاندہی کروائی تھی۔‘‘

(الاصابہ (ابن حجر) ج ۴، ص ۱۵۸، تحت ابی قتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ)

دارالقضاء:

کانت رحبۃ القضاء لعمر بن الخطاب وام حفصۃ وعبد اللہ ابنیہ رضی اللہ عنہما عند وفاتہ فی دین کان علیہ فباعوھا من معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما و کانت تسمی دار القضاء و کان معاویۃ رضی اللہ عنہ اشتراھا عند ولایتہ

(تاریخ مدینہ (ابن شبہ) ج ۱، ص ۲۳۳، ۲۳۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال سے قبل اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرا فلاں مقام فروخت کر کے میرا قرض ادا کرو، چنانچہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد اس مقام کو فروخت کر دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے اس دور کی وقتی وقومی ضروریات کے لئے خرید لیا تھا پھر ایک مدت کے بعد اس مقام کو مسجد میں شامل کر دیا گیا۔

فرش لگوانا:

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے اردگرد پہلے پتھر نہیں لگے ہوئے تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اسے پختہ کرنے کا قصد کیا اور حاکم مدینہ مروان بن حکم کو حکم دیا کہ مسجد نبوی کے قرب و جوار کی گلیوں کو پتھر لگا کر پختہ کیا

جائے۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق مسجد نبوی کے قرب و جوار میں گلیوں کو پختہ کر دیا گیا۔

ان الذی بنی حوالی مسجد رسول اللہ ﷺ بالحجارۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ امر بذالک مروان ابن الحکم فامرہ معاویۃ تبلیط ماسوی ذالک مما قارب المسجد ففعل

(تاریخ مدینہ منورہ، (ابن شبہ) ج ا، ص ۱۷۔۱۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قرضوں کی ادائیگی:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بہت خیال رکھتے اور ان کے ذمہ واجب الادا قرضوں کی ادائیگی کا اہتمام کیا کرتے تھے، سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں: معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اٹھارہ ہزار دینار قرض ادا کیا۔

(سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۱۵۴)

عروہ فرماتے ہیں: ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے جو انہوں نے شام ہونے سے پہلے پہلے تقسیم کر دیئے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۱۵۴)

خاتمۃ الکتاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھنے والا ہر صاحب ایمان صد بار قابل احترام ہے اور جن نفوسِ قدسیہ نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر ایمان لانے کا شرف حاصل کیا ہے ان کی عظمت کا کیا کہنا، ان کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حسنیٰ کا وعدہ فرمایا ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہونے کا بھی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

قابلِ فکر یہ بات ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ راضی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی راضی ہو تو اُن سے ناراض ہونے والا اور عداوت رکھنے والا یقینا خدا تعالیٰ سے ناراض ہو کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان نفوسِ قدسیہ کو اپنی محبت قرار دیا ہے اور ان کے نصف صاع جَو صدقہ کرنے کو تمہارے احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

پھر وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ، جو آپ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں، مفسرین کرام، بالخصوص جناب سیدنا عبداللہ بن عباس، جناب مجاہد، خلیفہ راشد خامس جناب سیدنا عمر بن عبدالعزیز، علامہ امام غزالی، امام نسفی، علامہ ملا علی قاری، قاضی القضاۃ، قاضی عیاض، امام خفاجی، علامہ عبدالغنی نابلسی، علامہ ابوالعلی صاحبِ شرح مواقف، محدثین کرام بالخصوص، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام حاکم،

اولیاء کرام بالخصوص سیدنا داتا علی ہجویریؒ، سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شارحین کرام حافظ ابن کثیر، حافظ ابن عساکر، علامہ ابن حجر مکی، امام جلال الدین سیوطی، امام ابن ہمام، امام شعرانی، علامہ عبدالعزیز پرہاروی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، ان تمام اکابرین امت کا حضرت سیدنا امیر معاویہؓ پر اعتماد کرتے ہوئے آپؓ سے احادیث روایت کرنے اور آپؓ کے فضائل بیان کرنے سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؓ کی شان میں تنقیص کرنے والے صراط مستقیم سے ہٹ چکے ہیں۔

قارئین کرام! حضرت سیدنا امیر معاویہؓ رفعتِ شان سے کوئی بھی مسلمان انکار نہیں کر سکتا، مگر اس کے باوجود جو لوگ سیدنا امیر معاویہؓ پر طعن کرتے ہیں وہ اتنا تو سوچ لیں کہ جن کی سیدنا امام حسن مجتبیٰؓ اور سیدنا امام حسینؓ اور اُن کے تمام رُفقا نے بیعت کر لی اُن پر طعن و تشنیع کہاں کی محبتِ اہل بیت ہے، یقیناً یہ اہل بیت سے محبت نہیں دشمنی ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ کریم ہم سب کو تمام صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہارؓ کی محبت عطا فرمائے اور ہمیں اسلام دشمن عناصر کے وسوسوں سے محفوظ فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ وزینۃ فرشہٖ ونور عرشہٖ

وقاسم رزقہٖ حبیبنا وحبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ

واصحابہٖ وازواجہٖ واہل بیتہٖ وذریاتہٖ اجمعین

برحمتك یا ارحم الراحمین

نمبر شمار	یاداشت	صفحہ نمبر
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	
	....	